مفتی اعظم مصر

علامہ سید احمد طحطاوی حنفی علیہ الرحمۃ

تالیف:
عبدالحق انصاری

فقیہ اعظم پبلی کیشنز دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑا)

مفتیٔ اعظم مصر

علامہ سید احمد طحطاوی حنفی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وفات ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۶ء)

تالیف

عبدالحق انصاری

-----ناشر-----

فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور شریف

ضلع اوکاڑا (پاکستان)

نام کتاب	علامہ سید احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
تالیف	عبدالحق انصاری
صفحات	64
حروف سازی	نوری کمپوزنگ سنٹر، بصیر پور شریف (اوکاڑا)
کمپیوٹر کوڈ	E:\NASEER\TAHTAVI.INP
طبع اول	۱۴۲۵ھ/۲۰۰۵ء
ناشر	فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور شریف ضلع اوکاڑا
مطبع	شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور
قیمت	تیس روپے

--- ملنے کے پتے ---

- انجمن حزب الرحمٰن، بصیر پور ضلع اوکاڑا
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
- فرید بک سٹال، 38-اردو بازار، لاہور
- شبیر برادرز، 40-اردو بازار، لاہور
- بہاء الدین زکریا لائبریری، چھونبی (Chhunbi) تحصیل چوآسیدن شاہ ضلع چکوال
- مکتبہ اشرفیہ، منڈی مرید کے، ضلع شیخوپورہ
- مکتبہ قادریہ، محمود شہید روڈ، شاہدرہ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

کچھ بیاں اپنا

استاذ الاساتذہ، فخر الجہابذہ، مجمع علم و عرفان، مفسر قرآن حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کا سلسلۂ سندان کے شیخ طریقت شیخ الکل حضرت شاہ محمد گل قادری کابلی (۱۲۵۸ھ-۱۳۳۰ھ) کی وساطت سے حرمین شریفین اور دیگر بلاد عرب کے جید اور ممتاز ترین علماء ومشائخ سے مربوط ہے---

حضرت شیخ الکل کابلی کو اپنے شیخ حضرت سید محمد مکی کتنی خلوتی (۱۲۸۰ھ-۱۳۲۳ھ) امام و خطیب و مدرس مسجد حرام کی وساطت سے امام طحطاوی حنفی (م ۱۲۱۳ھ) اور علامہ شیخ عبداللہ بن حجازی شرقاوی مصری (۱۱۵۰ھ-۱۲۲۷ھ) کی مرویات کی اجازت حاصل ہوئی---

حضرت صدر الافاضل نے اپنے شیخ شاہ محمد گل کی ان جید اسانید کو ''الکتاب المستطاب المحتوی علی الاسانید الصحیحۃ'' کے عنوان سے مرتب کیا، جو ''ثبت نعیمی'' کے نام سے معروف ہے--- حضرت صدر الافاضل کی یہ کاوش لائق صد ہزار تحسین ہے--- آپ نے ان نادر علمی اسانید سے برصغیر کے علمی حلقوں کو متعارف کرایا، جب کہ عالم عرب میں علامہ طحطاوی کی سند ابھی تک طبع نہیں ہوئی، پتا چلا ہے کہ اس کا قلمی نسخہ مصر میں محفوظ ہے--- اسی طرح علامہ شرقاوی کی اسناد بھی ''الجامع الحاوی فی مرویات الشرقاوی'' کے نام سے پہلی بار ۱۹۸۵ء میں دمشق سے طبع ہوئیں--- مگر حیرت سی حیرت ہے کہ حضرت صدر الافاضل کی

اس اہم عربی تصنیف کا ان کے کسی سوانح نگار نے تذکرہ نہیں کیا--- جس کی بنیادی وجہ سند کی اہمیت سے بے اعتنائی ہی قرار دی جا سکتی ہے، جب کہ عالم عرب میں اس قسم کی کاوش کو بنظر استحسان دیکھا جاتا ہے---

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ العزیز نے اپنے تلمیذ و خلیفہ سیدی وابی حضرت فقیہ اعظم مولانا محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز کو ثبت نعیمی کے مطبوعہ نسخہ پر اپنے دستخط و مہر کے ساتھ حدیث، تفسیر، فقہ، دیگر علوم متداولہ، مسلسلات اور اوراد و وظائف کی اسناد و اجازت عطا فرمائی--- بعد ازاں سیدی فقیہ اعظم نے یہی ''ثبت'' اپنے دستخط اور اجازت خاص سے احقر کو عنایت فرمایا---

ثبت نعیمی میں درج اسناد کے حوالے سے محترم عبد الحق انصاری کے دو تحقیقی کتابچے ''فقیہ اعظم پبلی کیشنز'' کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں:

۱	مکہ مکرمہ کے کتبی علماء	۲۰۰۳ء
۲	شیخ الازہر عبد اللہ شرقاوی	۲۰۰۴ء

ان دونوں کتابچوں کو علمی حلقوں میں بہت پذیرائی ملی، اب انھی فاضل مصنف نے علامہ طحطاوی کا بڑے علمی و تحقیقی انداز میں تعارف پیش کیا ہے---

مفتی اعظم مصر خاتم المحققین امام طحطاوی فقہ حنفی کے جلیل القدر عالم دین تھے، ان کی تصانیف میں بالخصوص حاشیہ درالمختار اور حاشیہ مراقی الفلاح عرب و عجم کے فقہاء کرام و مفتیان عظام میں متداول و مقبول اور امام طحطاوی کی علمی عظمت اور فقہی جلالت پر شاہد عادل ہیں---

حضرت سیدی صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ کا سلسلۂ اسناد امام طحطاوی حنفی علیہ الرحمہ ایسے جلیل القدر شیخ سے متصل ہے، اسی مناسبت سے آپ کا تعارف شائع کیا جا رہا ہے---

ان شاء اللہ تعالیٰ اہل علم و تحقیق اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور مصنف کی کاوشوں کو داد دیے بغیر نہیں رہ سکیں گے---

(صاحب زادہ) محمد محب اللہ نوری
دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف
ضلع اوکاڑا، پاکستان

ھدیّہ

چوتھی صدی ہجری کے قاہرہ میں جلیل القدر عالم، محدث، فقیہ حنفی،
صاحب شرح معانی الآثار، امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ
ازدی طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۳۲۱ھ/۹۳۳ء)
کی نذر
جن کے پہلو میں مفتیٔ اعظم علامہ سید احمد بن محمد بن اسمٰعیل
طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر واقع ہے---[O]

[O]......کتاب کا ٹائٹل ان دونوں بزرگوں کے روضہ مبارکہ کی تصویر سے مزین ہے---

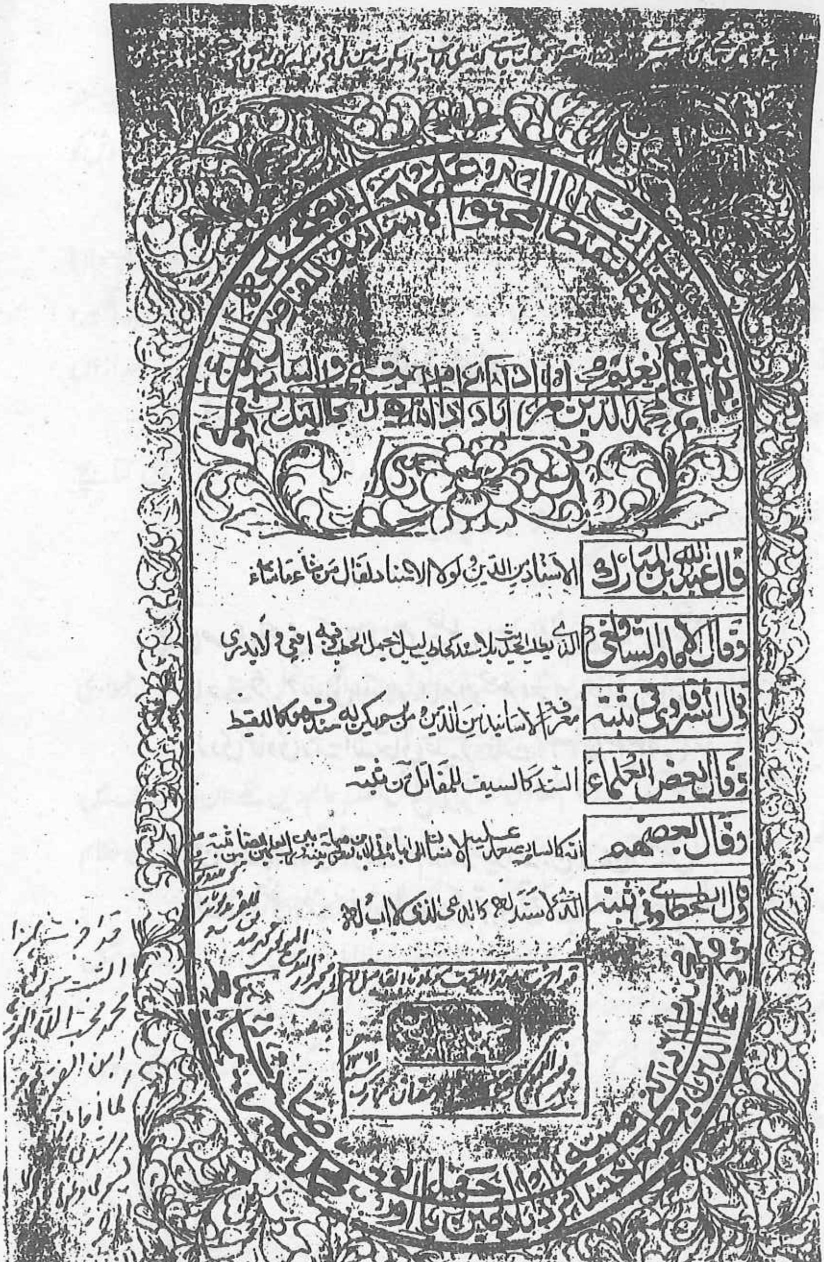

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے مجموعہ اسناد ''ثبت نعیمی'' کے ٹائیٹل کا عکس

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ
نسب وآبائی وطن	9
ہجرت وولادت	9
تعلیم	10
اساتذہ	10
بیعت وخلافت	13
عملی زندگی	13
مفتیِ اعظم کا منصب	14
علامہ طحطاوی مفتیِ اعظم مصر	14
مفتیِ اعظم کے منصب سے معزولی	14
وہابیہ نجد سے جنگ پر روانگی	16
مفتیِ اعظم کے منصب پر بحالی	18
علامہ ابن عابدین سے روابط	18
عجائب الآثار کے مصنف سے رفاقت	19
وفات	20

مزار	20
اعتراف عظمت	21
تلامذہ	23
تصنیفات	26
حاشیہ درمختار کا تعارف	28
حاشیہ درمختار کی مقبولیت	29
فاضل بریلوی کی کاوش	30
حاشیہ مراقی الفلاح کا تعارف	31
سند الطحطاوی اور مولانا مرادآبادی	32
سند طحطاوی کا تعارف	33
سند فقہ حنفی	33
حوالہ جات وحواشی	39
فہرست مآخذ ومراجع	57

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

خطۂ ہند کے دو اہم علماءِ دین، مولانا احمد رضا خان بریلوی اور مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ملک مصر کے مشہور فقیہ علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تصنیفی عمل کو آگے بڑھایا۔ اس تحریر کے ذریعے قارئین کو انھی علامہ طحطاوی کے حالات پر مطلع کرنا، نیز اس موضوع پر فاضل بریلوی و مولانا مرادآبادی کی خدمات کا ذکر اور ان تینوں علماء کے درمیان استوار سلسلۂ روایت کا بیان مقصود ہے۔

نسب و آبائی وطن

علامہ سید احمد بن محمد بن اسمٰعیل طحطاوی کا نسبی تعلق عرب قبیلہ قریش کی سب سے اہم و معزز شاخ بنی ہاشم اور پھر خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد ﷺ بن عبداللہ کی نسل سے ہے۔ سادات کا یہ گھرانہ ترکی کے شہر توقات میں آباد تھا، اسی مناسبت سے آپ توقاتی و دوقاطی کہلائے۔ آپ کے جدِ اعلیٰ علامہ سید محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولی کامل، عالم جلیل و اس شہر میں ''مفتیِ احناف'' تھے۔

ہجرت و ولادت

علامہ طحطاوی کے والد ماجد بھی حنفی عالم تھے اور عثمانی حکومت کی طرف سے ملک مصر کے علاقہ صعید ادنیٰ کے شہر اسیوط کے قریب مقام طحطا، جسے طہطا و طحا بھی لکھا اور کہا گیا، میں قاضی تعینات تھے، انہوں نے وہیں پر سکونت اختیار کر کے ایک مقامی سادات گھرانہ میں شادی کی، جن سے آپ کے

دو فرزندان احمد و اسماعیل اور ایک بیٹی پیدا ہوئے، حتیٰ کہ انہوں نے خود طہطا میں ہی وفات پائی۔[۱]

کسی تذکرہ نگار نے سید احمد طحطاوی کا سنہ ولادت نہیں لکھا، لیکن آپ کے عزیز دوست و عجائب الآثار کے مصنف علامہ عبدالرحمٰن جبرتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میں اور سید احمد طحطاوی ہم عمر تھے[۲] اور خود علامہ جبرتی کی ولادت ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۴ء میں ہوئی۔[۳]

تعلیم

علامہ احمد طحطاوی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے پائی، نیز قرآن مجید حفظ کیا اور پھر مزید حصول علم کے لیے ۱۱۸۱ھ/ ۶۸-۱۷۶۷ء میں قاہرہ کی راہ لی، جہاں عالم اسلام کی مؤقر و عظیم درس گاہ ازہر یونی ورسٹی میں داخلہ لیا اور وہاں کے اکابر علماء و مشائخ سے تعلیم مکمل کی۔

اساتذہ

آپ کے اوّلین استاذ آپ کے والد گرامی تھے لیکن ان کے حالات دست یاب نہیں، جب کہ قاہرہ میں جن اکابرین سے تعلیم و تربیت پائی نیز سند اجازت پائی، ان کے اسماء گرامی و تعارف یہ ہے:

❁ شیخ احمد بن محمد حماقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۴ء)

فقیہ حنفی، جب کہ آپ کے والد اکابر علماء شافعیہ میں سے تھے[۴] معمر، مدرس جامعہ ازہر اور ۱۱۸۲ھ میں شیخ حسن مقدسی کی وفات پر ان کی جگہ ملک مصر کے "مفتیِ اعظم" تعینات کیے گئے۔[۵]

❁ شیخ حسن بن ابرہیم بن حسن جبرتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۴ء)

قاہرہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، جہاں کے قبرستان تربة الصحراء میں قبر واقع ہے۔ فقیہ حنفی، فلسفیِ اسلام، ماہر فلکیات و توقیت، تاجر، سماجی خدمات میں نمایاں، تقریباً بیس تصنیفات ہیں، جن سے ایک "الاقوال المعربة عن احوال الاشربة" شائع ہوئی۔ دیگر کتب میں "حاشیة علی الدر المختار" نامکمل اور "حقائق الدقائق علی دقائق الحقائق" وغیرہ نام ہیں۔ دارالکتب مصریہ قاہرہ میں آپ کی "اصلاح الاسفار عن وجوہ بعض مخدرات الدر المختار" وغیرہ کے قلمی نسخے محفوظ ہیں۔ آپ ۱۱۵۶ھ میں حج و زیارت کے لیے گئے۔ صوفیہ کے سلاسل نقشبندیہ و سہروردیہ میں مجاز تھے۔ آپ کے دیگر شاگردوں میں ہندوستان کے شہر بلگرام سے قاہرہ ہجرت کرنے والے مشہور عالم و صوفی کامل و مسند کبیر علامہ سید حافظ محمد مرتضیٰ بلگرامی زبیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء) اہم نام ہے۔ صاحب عجائب الآثار کے والد۔[۶]

علامہ طحطاوی نے آپ سے فقہ حنفی کی کتاب درمختار، کتاب البیوع سے آخر تک پڑھی، نیز علوسند کے لیے آپ سے نورالایضاح بطور خاص پڑھی، کیوں کہ شیخ حسن جبرتی نے یہ کتاب مصنف کے فرزند شیخ حسن بن حسن شرنبلالی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۱۲۳ھ/۱۷۱۱ء) سے پڑھی تھی۔[۷]

۞ شیخ حسن بن غالب جداوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۰۲ھ/۱۷۸۸ء)

مصر کے شہر رشید کے قریب گاؤں جدّیہ میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں وفات پائی۔ مالکی عالم، محدث، اصولی، جامعہ ازہر میں تعلیم پائی، پھر وہیں پر مدرس ہوئے۔ دارالکتب مصریہ قاہرہ میں آپ کی جاری کردہ ایک سنداجازت موجود ہے، جو خود آپ نے ۱۱۸۴ھ میں قلم بند کی۔ علم حدیث وغیرہ موضوعات پر تین سے زائد تصنیفات ہیں، جن میں ''شرح البیقونیة فی مصطلح الحدیث''، اہم ہے اور مذکورہ کتب خانہ میں آپ کی تصنیف ''رسالة فی تخصیص العام'' بھی خود آپ کے قلم سے موجود ہے۔

علامہ طحطاوی نے آپ سے کتب احادیث وغیرہ میں اجازت پائی۔[۸]

۞ شیخ حسن بن نورالدین مقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۱۸۲ھ/۱۷۶۸ء)

فقیہ حنفی، شاعر، مدرس جامعہ ازہر، عمدۃ المحققین، فقہ حنفی پر تصنیفات ہیں۔ ۱۱۶۹ھ میں اپنے استاذ شیخ سلیمان منصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات پر ان کی جگہ مفتیِ اعظم تعینات ہوئے۔ علامہ طحطاوی آپ کی وفات سے محض چند ماہ قبل وطن سے قاہرہ وارد ہوئے۔[۹]

۞ شیخ عبدالرحمٰن بن عمر عریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۱۹۳ھ/۱۷۷۹ء)

مصر کے علامہ سیناء کے گاؤں عریش کے باشندہ جب کہ قاہرہ کے قبرستان مجاورین میں قبر واقع ہے۔ جامعہ ازہر میں تعلیم پائی، پھر وہیں پر مدرس ہوئے۔ فقیہ حنفی، صوفیہ کے سلسلہ خلوتیہ کے مرشد، جامعہ ازہر میں شعبہ رواق الشام کے سربراہ، ایک تصنیف ''رسالة فی سر الکنیٰ'' کا نام ملتا ہے، جس پر دیگر علماء نے تقاریظ نیز حاشیہ لکھا۔ ۱۱۷۹ھ میں حج وزیارت کے لیے گئے اور ۱۱۸۳ھ کو دارالخلافہ استنبول تشریف لے گئے اور وہاں کتاب الشفاء کا درس دیا کرتے۔ ۱۱۸۶ھ میں آپ پر جذب کی کیفیت طاری رہی اور ۱۱۸۸ھ میں شیخ احمد حماقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفات پائی تو ان کی جگہ مصر کے مفتیِ اعظم تعینات کیے گئے۔

علامہ طحطاوی نے ۱۱۸۳ھ میں آپ سے درمختار آغاز سے کتاب البیوع تک پڑھی تھی کہ آپ

سفر استنبول پر روانہ ہو گئے۔[۱۰]

۞ شیخ عبدالعلیم بن محمد فیومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۱۴ھ/۱۷۹۹ء)

قاہرہ کے قبرستان مجاورین میں قبر واقع ہے۔ مالکی عالم، مدرس جامعہ ازہر، نابینا مگر دل روشن، آپ سے حدیث وغیرہ علوم اخذ کیے۔[۱۱]

۞ شیخ محمد عبدالمعطی حریری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۲۰ھ/۱۸۰۵ء)

قبرستان ازبکیہ قاہرہ میں قبر واقع ہے۔فقیہ، خطاط، پہلے شافعی تھے، پھر حنفی مذہب اختیار کیا۔ ۱۱۹۳ھ میں شیخ عبدالرحمٰن عریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات پر ان کی جگہ مفتیٔ اعظم تعینات ہوئے۔آئندہ دور میں آپ کے نواسہ کے فرزند، صاحب فتاویٰ مہدیہ، شیخ محمد مہدی حنفی بن شیخ محمد امین بن شیخ محمد مہدی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) ''شیخ الازہر'' یعنی ازہر یونی ورسٹی کے وائس چانسلر رہے۔[۱۲]

علامہ طحطاوی کے سب سے اہم استاذ، جن سے آپ نے متعدد علوم بالخصوص فقہ حنفی اخذ کیے۔علامہ طحطاوی نے خود آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

''شیخی و عمدتی و عدتی و مرجعی شیخ الاسلام و کهف الانام عمده اهل التحقیق و ذروة اهل التدقیق مولانا المخصوص بالعنایة و اللطف الخفی السید الشریف محمد الحریری الازهری الحنفی مفتی الدیار المصریة''---[۱۳]

۞ شیخ محمد بن محمد سنباوی المعروف بہ امیر کبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۳۲ھ/ ۱۸۱۷ء)

مصر کے علاقہ اسیوط کے گاؤں سنبو میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں وفات پائی ،قبرستان صحراء میں قبر واقع ہے۔فقیہ مالکی، مفسر، مسند، لغوی، صوفیہ کے سلسلۂ شاذلیہ سے وابستہ، مدرس جامعہ ازہر، متعدد تصنیفات ہیں، جن میں سے اکثر حواشی وشروح ہیں۔ان میں سے چودہ شائع ہوئیں، جن میں سے ''حاشیة علی مغنی اللبیب لابن هشام'' اہم ومتداول ہے۔جب کہ ''الوظیفة الشاذلیة'' ۱۸۸۷ء میں مراد آباد سے شائع ہوئی۔دیگر کتب میں تفسیر المعوذتین ،حاشیة علی الحکم العطائیة وغیرہ ہیں، جن میں سے آخر الذکر کا مخطوط مکتبہ مکہ مکرمہ میں ہے۔

آپ سے کتب حدیث وغیرہ میں سند اجازت پائی۔[۱۴]

﴾❁﴿ شیخ مصطفیٰ بن محمد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۱۹۲ھ/۱۷۷۸ء)

قاہرہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ فقیہ حنفی، فرضی، ریاضی داں، صاحب تصانیف کثیرہ، شمائل ترمذی کے شارح۔ کنز الدقائق کی شرح بنام ''توفیق الرحمٰن'' لکھی، پھر خود ہی اس کی تلخیص ''کنز البیان'' تیار کی اور یہ دونوں ہی قاہرہ سے بارہا شائع ہوئیں، جب کہ آخر الذکر بمبئی سے بھی طبع ہوئی۔ کنز الدقائق پر آپ کی تیسری شرح پر شیخ محمد بن منصور یافعی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء میں زندہ) نے حاشیہ بنام ''المنح الفائق علی وجیز المنهل الرائق علی کنز الدقائق'' لکھا، جس کا مخطوط دار الکتب مصریہ قاہرہ میں ہے۔

علامہ طحطاوی نے آپ سے فقہی علوم پڑھے۔[۱۵]

بیعت و خلافت

علامہ سید احمد طحطاوی کی اپنی تحریر سے واضح ہے کہ آپ نے سلسلۂ خلوتیہ میں بیعت کی[۱۶] لیکن راقم کے پیش نظر مواد میں آپ کے مرشد گرامی کا نام مذکور نہیں۔ خلوتی سلسلۂ طریقت اس دور کے مصر کے اہل ذوق میں مقبولیت میں سب سے بڑھ کر تھا اور خاص قاہرہ میں اس سے وابستہ متعدد اکابر علماء و مشائخ موجود تھے، جن میں سے متعدد ''شیخ الازہر'' کے منصب جلیل پر فائز رہے۔[۱۷]

عملی زندگی

آپ حصول علم کے لیے طحطا سے قاہرہ آئے تو پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ جہاں عمر بھر درس و تدریس، تصنیف و تالیف نیز یاد الٰہی کے اعمال و انعال آپ کے مزاج پر غالب رہے۔ آپ مادرِ علمی جامعہ ازہر کے علاوہ مدرسہ شیخونیہ و مدرسہ صرغتمشیہ میں مدرس ہوئے۔ آپ کی رہائش گاہ آخر الذکر مدرسہ سے ملحق تھی، اس علاقہ میں بالعموم احناف کی آبادی تھی، جہاں آپ علم و فضل اور شرافت کے باعث مقبول ہوئے اور کچھ ہی عرصہ قیام کے بعد اس مدرسہ نیز اس سے ملحق مسجد و خانقاہ کی مقامی اہل خیر کے تعاون سے تعمیر نو کرائی۔ جب آپ کے طلبہ کی تعداد زیادہ ہو گئی تو آپ یہاں سے جامعہ ازہر کے قریب واقع شارح بخاری نیز الهدایة و کنز الدقائق کے شارح علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء) کے ۸۱۴ھ/۱۴۱۱ء میں قائم کردہ مدرسہ عینیہ میں منتقل ہو گئے، پھر کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ آپ کی نئی رہائش گاہ کے قریب ایک صاحب ثروت نے مسجد تعمیر کرائی تو آپ روزانہ بعد نماز عصر وہاں بھی پڑھانے لگے۔ ان معمولات کے ساتھ جامعہ ازہر میں آپ کی حاضری و دروس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔[۱۸]

مفتئ اعظم کا منصب

ان دنوں کا مصر خلافت عثمانیہ کے تابع تھا، جس کا دار الخلافہ ترکی کے شہر استنبول میں واقع تھا اور حکومت نے دینی امور و معاملات کی انجام دہی کے لیے ملک کے چھوٹے بڑے شہروں میں قاضی و مفتی تعینات کر رکھے تھے۔ یوں قاہرہ میں بھی مختلف فقہی مذاہب سے تعلق رکھنے والے ایک ایک عالم متعلقہ مذہب کے مفتی مقرر تھے اور حنفی مذہب چوں کہ سرکاری سطح پر رائج تھا، لہٰذا ہر شہر میں موجود مفتیان میں سے مفتیِ احناف کو مفتیِ اعظم کی حیثیت حاصل ہوتی تھی۔ ادھر قاہرہ میں موجود مفتیِ احناف کا درجہ پورے مصر کے ''مفتیِ اعظم'' کا ہوتا تھا اور اہل مصر چوں کہ بالعموم شافعی المذہب تھے، لہٰذا ''شیخ الازہر'' کا منصب رفیع شافعی علماء کے لیے مختص تھا۔

علامہ طحطاوی مفتئ اعظم مصر

آپ کے چار اساتذہ یکے بعد دیگر مفتیِ اعظم مصر تعینات رہ چکے تھے، پھر آپ کے استاذ زادہ شیخ ابراہیم بن محمد عبد المعطی حریری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس منصب پر فائز ہوئے اور ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں انھوں نے وفات پائی[۱۹] تو ان کی جگہ علامہ سید احمد طحطاوی اس پر تعینات کیے گئے۔

آپ نے منصب سے متعلق ذمہ داریاں پوری تن دہی و ہمت سے انجام دینا شروع کیں لیکن طبقۂ علماء و مشائخ کا مسلم حکمرانوں کے ساتھ چلنا بہت بڑے امتحان کا درجہ رکھتا ہے۔ ایک طرف ان اہل علم کو حکام کی ناراضگی و عتاب کا خدشہ، دوسری جانب رعایا کے حقوق کی پاس داری اور انہیں فتنہ سے محفوظ رکھنا اور ان سب سے بڑھ کر اسلامی اقدار کی حفاظت نیز اپنے آپ کو مادی ماحول سے بچانا، علامہ طحطاوی کو بھی اس امتحان سے گزرنا پڑا، جس میں آپ کامیاب و کامران ہوئے۔

مفتئ اعظم کے منصب سے معزولی

علامہ طحطاوی اس منصب سے معزول کیے گئے، جس کی وجہ یہ ہوئی کہ حکومت نے ملک بھر میں موجود سادات خاندان کے خاص حقوق، ان کے وظائف کی وصولی و ترسیل وغیرہ امور کی انجام دہی کے لیے ایک منصب ''نقیب الاشراف'' تشکیل دے رکھا تھا، جس کی عوامی و سرکاری سطح پر بڑی اہمیت و عزت ہوتی تھی۔ اس پر سادات گھرانہ کی ایسی شخصیت کو تعینات کیا جاتا جو عالم دین و پیر طریقت ہوتے۔ یہ منصب آج ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء میں بھی مصر میں موجود ہے، گو کہ اس کی ہیئت و اہمیت عثمانی دورِ حکومت طرح کی نہیں رہی۔

الغرض علامہ طحطاوی کے دور میں ۱۲۰۸ھ/۱۷۹۳ء سے ایک قد آور شخصیت سید عمر مکرم بن

حسین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۳۷ھ/۱۸۲۲ء) نقیب الاشرف تھے، جو ملک کی اہم مذہبی شخصیت، سیاسی اثر و رسوخ کے مالک، سماجی خدمات میں فعال اور خانقاہی نظام کے اختلافات حل کرنے میں سرکردہ شخصیت تھے۔ مزار امام شافعی ﷺ کی دیکھ بھال اور مالی امور بھی آپ کے سپرد تھے، ان کے دروازہ پر ضرورت مندوں اور مصیبت زدہ افراد کا تانتا بندھا رہتا۔ اسی دوران فرانس کی افواج نے نپولین بوناپاٹ کی قیادت میں مصر پر حملہ کیا تو مدافعت و مزاحمت کرنے والے عوامی زعماء میں سید عمر مکرم سرفہرست تھے اور جب ۱۲۱۳ھ/ ۱۷۹۸ء کو نپولین افواج نے مصر پر قبضہ کرلیا تو آپ کچھ مجاہدین سمیت ملک سے فرار ہو کر شام آ گئے اور ۱۲۱۶ھ/ ۱۸۰۱ء کو فرانسیسی افواج کو ملک سے نکال باہر کیا گیا تو آپ نقیب الاشرف کے منصب پر بحال کیے گئے۔ پھر ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۷ء کو برطانوی افواج نے مصر کے شہر اسکندریہ پر قبضہ جمالیا تو انھیں وہاں سے نکال باہر کرنے کے لیے ملک کے جو رہنما فعال ہوئے ان میں سید عمر مکرم بھی شامل تھے۔ یوں عثمانی حکومت، طبقۂ علماء و مشائخ نیز عوام کے ساتھ آپ کا رابطہ گہرا ہوا اور ہر سطح پر مقبولیت عام ہوئی۔

۱۶/ربیع الاول ۱۲۲۴ھ/ یکم مئی ۱۸۰۹ء کو نقیب الاشراف سید عمر مکرم نے اپنے نواسہ کے عقیقہ کی تقریب منعقد کی، جس میں حکام واعیان اور عوام کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی، جو ان کی زندگی کا آخری عظیم الشان وفرحت کا اجتماع ثابت ہوا۔

اس مرحلہ پر حاسدین ومخالفین کی ایک جماعت حرکت میں آئی اور اسی برس جمادی الاخریٰ میں سید عمر مکرم کے خلاف مالی بے قاعدگی اور باغیوں کی معاونت کے الزامات پر مبنی ایک مقدمہ کھڑا کیا گیا، پھر حکام بھی ملوث ہوئے، تا آں کہ ان کے خلاف فرد جرم تیار کر کے اس پر اکابر علماء ومشائخ کے دستخط طلب کیے گئے، جس کی پاداش میں قاضی وحاکم نے شیخ عمر مکرم کو نقیب الاشراف کے منصب سے معزول کر کے جلاوطن کرنے کا حکم دیا۔ اسی ماہ انہیں دمیاط شہر میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا، جہاں سے ۱۲۲۷ھ/ ۱۸۱۲ء کو طنطا شہر منتقل کیے گئے اور ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۹ء میں سید عمر مکرم نے حج وزیارت کی اجازت طلب کی، جس کی ادائیگی کے بعد واپسی پر آپ کو قاہرہ رُکنے کی اجازت دی گئی، جہاں سے پھر طنطا بھیج دیے گئے، حتیٰ کہ وہیں پر وفات پائی۔ [۲۰]

نقیب الاشراف سید عمر مکرم پر دائر کیا گیا یہی مقدمہ علامہ طحطاوی کے لیے امتحان ثابت ہوا، آپ کو مفتیِ اعظم بنے دو ماہ بھی نہیں ہو پائے تھے کہ سید عمر مکرم سے متعلق فرد جرم دستخط کے لیے آپ کے سامنے پیش کی گئی، لیکن آپ نے اس میں درج الزامات کو مبنی بر حقیقت نہیں پایا، لہٰذا

بہ کمال جرأت وقوت ایمانی اس پر دستخط کرنے سے یکسر انکار کردیا۔

حکام جب سید عمر مکرم سے نبٹ چکے تو پھر علامہ طحطاوی کی باری آئی اور دستخط کرنے سے انکار پر انہیں ۱۵/شعبان ۱۲۲۴ھ/ ۲۵/ستمبر ۱۸۰۹ء کو مفتیِ اعظم کے منصب سے معزول کردیا۔ اب آپ گھر پر معتکف ہو گئے اور پڑوس میں واقع مدرسہ شیخونیہ میں جانے کے علاوہ باقی تمام بیرونی مصروفیات ومشاغل ترک کردیے۔[۲۱]

علامہ طحطاوی کی جگہ دوسرے حنفی عالم مفتیِ اعظم شیخ سلیمان بن مصطفیٰ منصوری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نواسہ شیخ حسین بن حسن کنانی منصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۳۰ھ/ ۱۸۱۵ء) مفتیِ اعظم تعینات کردیے گئے۔[۲۲]

وهابیۂ نجد سے جنگ پر روانگی

علامہ سید طحطاوی نے وہابیۂ نجد سے جنگ میں عملی حصہ لیا، آپ کی ولادت سے محض سات آٹھ برس قبل خطۂ نجد میں شیخ محمد بن عبد الوہاب (وفات ۱۲۰۶ھ/ ۱۷۹۲ء) نے ۱۱۵۷ھ میں[۲۳] اور بقول دیگر ۱۱۴۳ھ/ ۱۷۳۰ء میں[۲۴] اپنی مخصوص فکر کی دعوت کا آغاز کیا، جس کے نتیجہ میں مسلم صفوں میں وہابی فرقہ وجود پایا[۲۵] اس تحریک کے ابتدائی چند عشروں میں اس کے بانی ومتبعین کی توجہ مسلمانانِ عالم کو کافر کہنے پر مرکوز رہی اور پھر تیرہویں صدی ہجری کا آغاز ہوا تو وہابی دعوت وفکر کا دوسرا مرحلہ شروع ہوا، جب انہوں نے خونِ مسلم بہانا شروع کیا اور عثمانی حکومت بالخصوص اہل حجاز کے ساتھ مسلح جنگ کا آغاز کیا۔ مفتیِ شافعیہ مکہ مکرمہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ''خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام'' میں حجاز ووہابیۂ نجد کے درمیان ہونے والی ان جنگوں کی تفصیلات درج ہیں، جو قاہرہ سے شائع ہوئی اور اس کا متعلقہ حصہ استنبول ترکی سے شیخ حسین حلمی ایشیق حنفی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء) نے بارہا طبع کرا کے تقسیم کیا۔ اور اس کا تیسرا مرحلہ تب شروع ہوا جب ان کے ہاتھ زمام اقتدار تک جا پہنچے اور پندرہ برس سے زائد عرصہ خون ریزی میں مبتلا رہنے کے بعد بالآخر ۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۶ء میں انہوں نے خطۂ حجاز ونجد کو عثمانی خلافت سے الگ کر کے وہابی سلطنت قائم کرلی۔ وہابی تحریک کے یہ تینوں مراحل علامہ طحطاوی کی زندگی میں طے ہوئے۔

جیسا کہ اوپر گزرا، اس دور کے مصر سمیت عرب دنیا کے متعدد علاقے خلافت عثمانیہ میں شامل تھے

اور عرب علاقوں میں عثمانی افواج کی سب سے بڑی قوت حجاز مقدس اور مصر میں موجود تھی۔ چناں چہ جب وہابی کارروائیاں تمام حدود تجاوز کر گئیں اور اسلامی سلطنت میں فکری انتشار کے بعد اس کے جغرافیہ پر اثر انداز ہوئیں تو عثمانی خلیفہ نے ایک بڑی اور حتمی جوابی کارروائی کا حکم دیا۔ ان دنوں ۱۲۰۳ھ/ ۱۷۸۹ء سے سلطان سلیم خان سوم بن سلطان مصطفیٰ بن سلطان احمد سوم (وفات ۱۲۲۳ھ/ ۱۸۰۸ء) عثمانی خلیفہ تھے، جو وفات سے تقریباً ایک برس قبل ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۷ء تک حکمران رہے[۲۶] ۱۲۲۲ھ کے اوائل میں اسی خلیفہ نے استنبول سے حاکم مصر محمد علی پاشا (وفات ۱۲۶۵ھ/ ۱۸۴۹ء) کو قاہرہ حکم بھیجا[۲۷] کہ وہ وہابیۂ نجد کو ارض حرمین شریفین سے نکالنے کے لیے ہر ممکن کارروائی عمل میں لائیں، لیکن مصر کی داخلی صورت حال کے باعث محمد علی پاشا اس حکم پر فوری عمل نہیں کر پائے، کیوں کہ نپولین افواج کو مصر سے نکالے ابھی چند برس ہی گزرے تھے اور ملک دوبارہ استحکام کے راستہ پر گامزن تھا۔ اسی دوران اسکندریہ پر برطانیہ کا قبضہ و اخراج، نیز دیگر اندرونی عوامل بھی مانع تھے۔ مزید یہ کہ خود محمد علی پاشا کو مصر کا اقتدار سنبھالے ابھی دو برس ہوئے تھے۔ مصر میں یہ حالات تھے اور ادھر دار الخلافہ استنبول میں سلطان سلیم عثمانی یہ حکم جاری کرنے کے چند ہفتوں بعد اقتدار سے الگ کیے گئے، جس کے ایک برس بعد قتل ہوئے۔

اب سلطان مصطفیٰ خان بن سلطان عبد الحمید خان عثمانی (وفات ۱۲۲۳ھ/ ۱۸۰۸ء) خلیفہ ہوئے، لیکن ایک ہی برس بعد وہ بھی قتل ہوئے[۲۸] جن کے بعد محمود خان بن سلطان عبد الحمید خان (وفات ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء) حکمران ہوئے، جو اپنی وفات تک بتیس برس سلطنت اسلامیہ عثمانیہ کے خلیفہ رہے۔[۲۹]

یہ خلفاء بھی استنبول سے حاکم مصر کو اس حکم کی تجدید کرتے رہے۔ بالآخر ۱۲۲۶ھ/ ۱۸۱۱ء کو سلطان محمود خان کے دور میں محمد علی پاشا نے اپنے جواں سال فرزند احمد طوسون پاشا (وفات ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۶ء) کی زیر قیادت[۳۰] ایک لشکر تیار کیا، جس میں ہر طبقہ اور علم و فن کے افراد شامل کیے گئے اور مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے ایک ایک جید عالم و فقیہ بھی لشکر کے ہمراہ ہوئے، ان میں احناف کی طرف سے علامہ سید احمد طحطاوی لشکر میں شامل تھے۔

ترکی و مصری افواج پر مشتمل یہ لشکر قاہرہ سے سوئز اور پھر وہاں سے بحری راستہ کے ذریعے مدینہ منورہ کے نزدیک ترین بندرگاہ ینبع جا اترا، پھر مدینہ منورہ کی طرف پیش قدمی کی، جس کے راستہ میں صفرا و جدیدہ کے مقام پر نجدی افواج صف آراء تھیں، جہاں فریقین کے درمیان ۱۸/

ذیقعدہ ۱۲۲۶ھ/۴/دسمبر ۱۸۱۱ء کو گھمسان کی جنگ ہوئی، جس کے نتیجہ میں عثمانی افواج آگے نہیں بڑھ سکیں اور وہیں سے ینبع کے راستہ واپس قاہرہ پہنچ گئیں۔[۳۱]

کچھ ہی عرصہ بعد محمد علی پاشا کی افواج نے نئے سرے سے جنگ کی تیاری کر کے ایک بار پھر وہابیہ نجد کی سرکوبی کے لیے حجاز مقدس کا رخ کیا اور یہ مہم کامیابی سے ہم کنار ہوئی۔ اب وہابیہ کو نہ صرف حجاز مقدس سے نکال باہر کیا گیا بلکہ ان کے دارالحکومت درعیہ پہنچ کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی اور وہابی حاکم کو پابجولاں قاہرہ لا کھڑا کیا، جہاں سے انہیں دارالخلافہ استنبول روانہ کیا گیا، جہاں انہیں برسر عام تختہ دار پر لٹکا دیا گیا، لیکن علامہ سید احمد طحطاوی اس دوسری جنگی مہم میں شامل نہ تھے اور کئی برس جاری رہنے والی یہ مہم ان کے وفات کے بعد اپنے انجام کو پہنچی۔

مفتی اعظم کے منصب پر بحالی

۲۹/محرم ۱۲۳۰ھ/ ۱۱/جنوری ۱۸۱۵ء کو مفتی اعظم مصر شیخ حسین بن حسن کنانی منصوری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفات پائی تو علامہ طحطاوی ایک بار پھر ''مفتی اعظم'' تعینات کیے گئے، اس موقع پر خصوصی تقریب منعقد ہوئی، جس میں سب سے پہلے جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز پر کتاب ''الجواهر السنية بمولد خير البرية'' جس کے قلمی نسخے آج بھی دارالکتب مصریہ، قاہرہ و مکتبہ جامعہ ازہر میں محفوظ ہیں، اس کے مؤلف محدث و فقیہ شافعی شیخ محمد بن علی شنوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۷ء) جوان دنوں ''شیخ الازہر'' تھے[۳۲] انھوں نے علامہ طحطاوی کو مخصوص خلعت فاخرہ پہنائی، جن کے بعد حاکم مصر اور اعیان و مشائخ نے یہ رسم ادا کی۔ اب آپ اپنی وفات تک مفتی اعظم رہے۔[۳۳]

مکتبہ حرم مکی کے فہرست نگار نے لکھا ہے کہ علامہ طحطاوی ''شیخ الازہر'' کے منصب پر تعینات رہے[۳۴] لیکن یہ درست نہیں۔

علامہ ابن عابدین سے روابط

تیرھویں صدی ہجری کی عرب دنیا میں جو جلیل القدر فقہاء احناف ہو گزرے، ان میں ایک انتہائی اہم نام علامہ ابن عابدین کا ہے، جو عمر میں علامہ طحطاوی سے تیس برس چھوٹے تھے۔ علامہ سید محمد امین بن عمر ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء) دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں پر وفات پائی۔ عارف کامل، مسند، صوفیہ کے سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ، ۱۲۳۵ھ کو حج

وزیارت کے لیے گئے۔ آپ کی اہم اسلامی علوم میں متعدد تصنیفات ہیں، لیکن آپ کی وجہ شہرت و پہچان حاشیہ درمختار بنام ''رد المحتار علی الدر المختار'' ہے، جو عرب وعجم سے بارہا شائع ہوئی اور حاشیہ شامی و حاشیہ ابن عابدین کے ناموں سے پوری اسلامی دنیا کے مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے علماء میں مقبول ومتداول ہے۔

علامہ ابن عابدین کی خدمات پر دمشق کے ہی علمی گھرانہ کے فرد ڈاکٹر سید محمد عبداللطیف بن صالح فرفور حنفی حفظہ اللہ تعالیٰ (ولادت ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء) نے جامعہ ازہر سے ۱۹۷۸ء میں پی ایچ ڈی کی۔ ان کا مقالہ ''ابن عابدین و اثره فی الفقه الاسلامی ،دراسة مقارنة بالقانون'' کے نام سے دو جلدوں اور ۱۳۰۰ صفحات پر ۲۰۰۱ء کو دمشق سے شائع ہوا، نیز دمشق کے ہی شیخ محمد مطیع الحافظ حفظہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر مستقل کتاب ''فقیه الحنفية محمد امین عابدین ،حیاته و آثاره'' لکھی، جو ۱۹۹۴ء میں دمشق سے ۳۲ صفحات پر شائع ہوئی۔ علامہ ابن عابدین کی بعض مختصر تصانیف کا اردو ترجمہ مولانا غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی حفظہ اللہ تعالیٰ نے کیا۔[۳۵]

علامہ طحطاوی وعلامہ ابن عابدین کے درمیان ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔ البتہ دونوں کے درمیان رابطہ کے شواہد موجود ہیں، جیسا کہ رجب ۱۲۲۹ھ میں علامہ ابن عابدین نے تلاوت قرآن مجید وذکر اللہ پر اجرت لینے کی حرمت پر رسالہ ''شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم الوصية بالختمات و التهالیل'' تصنیف کیا، تو اس پر عرب دنیا کے نو اکابر علماء نے تقاریظ لکھیں۔ یہ کتاب آج بھی خود علامہ ابن عابدین کی قلم بند کردہ مکتبہ جامعہ ازہر قاہرہ میں مع تقاریظ محفوظ ہے، جب کہ یہ ''رسائل ابن عابدین'' کے ضمن میں عرب دنیا و پاکستان سے بارہا شائع ہوئی، اس پر علامہ طحطاوی کی تقریظ سب سے اوّل مطبوع ہے۔[۳۶]

عجائب الآثار کے مصنف سے رفاقت

''عجائب الآثار فی التراجم و الأخبار'' المعرف بہ تاریخ جبرتی ۱۱۰۰ھ سے ۱۲۳۶ء تک کے ملک مصر کی تاریخ وسوانح پر انتہائی اہم ومقبول کتاب ہے، جس کا تازہ ترین وتحقیق شدہ ایڈیشن بڑے کاغذ کی چار جلدوں اور ۲۵۳۸ صفحات پر مشتمل پیش نظر ہے۔ اس کے مصنف شیخ عبدالرحمٰن بن حسن بن ابراہیم جبرتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۳۷ھ/۱۸۲۲ء) قاہرہ میں پیدا ہوئے،

وہیں پر وفات پائی۔ آپ عظیم مؤرخ، فقیہ حنفی اور صوفی المشرب تھے، آپ کے چالیس سے زائد بہن بھائی تھے لیکن ان میں سے ایک بھی سن بلوغ تک نہیں پہنچا۔ آپ کی عجائب الآثار سمیت دو کتب کا فرنچ زبان میں ترجمہ شائع ہوا۔ علامہ سید مرتضٰی بلگرامی زبیدی کے شاگرد۔[۳۷]

علامہ طحطاوی اور شیخ عبدالرحمٰن جبرتی ہم عمر و عزیز دوست تھے، دونوں نے مل کر آخرالذکر کے والد سے نورالایضاح پڑھی۔ شیخ جبرتی خود رقم طراز ہوئے کہ علامہ طحطاوی میرے گہرے دوست اور اہم ساتھی تھے، ہم دونوں کے غالب اوقات اکٹھے گزرتے، کبھی مسجد و مدرسہ میں اور کبھی گھر پر۔ اور سبق سمجھنے و تکرار اور یاد کرنے میں آپ میرے ساتھی و مددگار ہوتے۔ آپ ذہین اور ہمیشہ طلب علم میں مشغول رہتے، اسی باعث فائق ہوئے، جب کہ فقیر ان کے برعکس تھا۔ میرے والد جب کبھی ہمیں جدا دیکھتے تو مجھ سے دریافت فرمایا کرتے:

این رفیقک الصعیدی---

"تمھارا صعیدی دوست کہاں ہے" ---[۳۸]

صعید اس علاقہ و وادی کا نام ہے، جس میں طحطا واقع ہے۔

شیخ جبرتی نے علامہ طحطاوی کے حالات عجائب الآثار میں دو صفحات پر درج کیے[۳۹] اور یہی آپ کے سوانحی مآخذ کی بنیاد بنے۔

وفات

علامہ سید احمد طحطاوی نے قاہرہ میں وفات پائی۔ آپ کے اردو تذکرہ نگاروں کے ہاں ایک قول ہے کہ وفات آپ کی ۱۲۳۳ھ سے بعد وقوع میں آئی[۴۰] دوسرا قول یہ کہ ۱۲۴۳ھ میں ان کا انتقال ہوا[۴۱] جب کہ عجائب الآثار میں ہے کہ جمعہ کی رات بعد غروب شمس ۱۵ر رجب ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۱ر جون ۱۸۱۶ء کو آپ نے وفات پائی[۴۲] اور دیگر عرب تذکرہ نگار بھی اس پر متفق ہیں۔[۴۳]

مزار

قدیم قاہرہ میں وسیع و عریض تاریخی قبرستان قرافہ نام کا ہے، جس میں ہر دور کے اکابر علماء و مشائخ کے مزارات و قبور ہیں، جن میں امام محمد بن ادریس قریشی ہاشمی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۲۰۴ھ/۸۲۰ء) کا مزار مشہور و معروف ہے۔ چوں کہ اہل مصر بالعموم آپ ہی کے مقلدین ہیں، لہٰذا یہ علاقہ و قبرستان آپ کے مزار کے باعث جانا گیا۔[۴۴]

اسی قبرستان میں چوتھی صدی ہجری کے عظیم محدث وفقیہ حنفی امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ ازدی طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۳۲۱ھ/۹۳۳ء) کا مزار واقع ہے، جو شرح معانی الآثار، عقیدۃ الطحاوی، مختصر الطحاوی، مشکل الآثار وغیرہ مطبوعہ تصنیفات کے باعث جانے گئے۔ ملک مصر میں پہلے پہل حنفی مذہب کی بھرپور اشاعت وفروغ انھی علامہ ابوجعفر طحاوی کے ذریعے ہوا۔[۴۵]

ہندوستان کے مشہور عالم فقیہ حنفی استاذ العلماء مولانا وصی احمد محدث سورتی بن مولانا محمد طیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما (وفات ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء) نے انھی امام طحاوی کی شرح معانی الآثار پر تعلیقات لکھی تھیں، جو کراچی سے طبع ہوئی۔[۴۶]

الغرض علامہ سید احمد طحطاوی کے دور میں امام ابوجعفر طحاوی کے مزار کی دیکھ بھال ونگرانی کا کام صاحب عجائب الآثار کے سپرد تھا۔ ۱۲۳۰ھ میں علامہ طحطاوی نے ان سے اپنے لیے امام طحاوی کے پہلو میں دفن کیے جانے کی اجازت حاصل کی اور پھر وہاں خود اپنی قبر تیار کرائی۔ جب اگلے برس علامہ طحطاوی نے وفات پائی تو حسب تمناوہیں پر دفن کیے گئے۔[۴۷]

اعتراف عظمت

مفتی اعظم شیخ احمد طحطاوی کے علم وفضل کے براہ راست اعتراف کی سب سے بڑی دلیل تو ان کی تصنیفات ہیں، جو آج تک فقہاء ومفتیان نیز دیگر اہل علم کے ہاں قابل اعتماد ہیں، لیکن اسی کے ساتھ آپ کے تذکرہ نگاروں نے بھی آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کیے، چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

- صاحب عجائب الآثار لکھتے ہیں:

"الشیخ العلامة، و النحریر الفهامة، السید احمد بن محمد بن اسماعیل من ذریة السیّد محمد الدوقاطی الطهطاوی الحنفی"---[۴۸]

- مفتی اعظم بغداد، مفسر، محدث، ادیب وشاعر، صاحب تفسیر روح المعانی علامہ سید شہاب الدین محمود بن عبداللہ حسینی آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء)[۴۹] نے ان الفاظ میں ذکر کیا:

"تاج الشریعة و صدرها، و شمس الائمة و فخرها، صاحب

حاشية (الدر المختار) التی طار صیتها باجنحة القبول فی الاقطار، المولٰی الصفی، الشیخ احمد الطحطاوی الحنفی، تغمده اللّٰه تعالٰی برحمته، و نفعنا و المسلمین ببرکته"---[۵۰]

۞ مدرسہ عالیہ مرادآباد کے مدرس، مرشد السالکین، استاذ العلماء مولانا شاہ محمد گل قادری بن سید احمد خان کابلی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما (وفات ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء) نے لکھا:

"خاتمة المحققین مولانا المرحوم السید احمد الطحطاوی محشی الدر المختار رحمه مولاہ رحمة الابرار"---[۵۱]

۞ اسلامی تاریخ کے سیکڑوں علماء احناف کے تذکرہ نگار و خطۂ ہند کے مشہور عالم جلیل و متعدد کتب کے مصنف، ہفت روزہ سراج الاخبار جہلم کے بانی و ایڈیٹر مولانا فقیر محمد جہلمی بن حافظ محمد سفارش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما (وفات ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء)[۵۲] کے الفاظ یہ ہیں:

"علامہ سید احمد طحطاوی، فقیہ عصر، وحید دہر، محدث جید، علامہ محقق، فاضل مدقق تھے"---[۵۳]

۞ تیرھویں صدی ہجری کی اسلامی دنیا کے مشاہیر کے حالات پر اہم کتاب کے مصنف و دمشق کے مشہور عالم شیخ عبد الرزاق بن حسن بیطار (وفات ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء)[۵۴] نے یہ لکھا:

"العالم المشهور، و الفاضل الذی هو بکل فضیلة مذکور[۵۵] خاتمة المحققین فی البلاد المصریة"---[۵۶]

۞ ہندوستان کے اہم فقیہ حنفی و عربی ادب کے ماہر، صاحب تصانیف کثیرہ و فقہاء احناف کے تذکرہ نگار مولانا عبد الاوّل بن مولانا کرامت علی جونپوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما (وفات ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء)[۵۷] نے آپ کا ذکر یوں کیا:

"علامہ شہاب الدین سید احمد طحطاوی[۵۸] علامہ، فقیہ، محدث، محقق سید احمد طحطاوی[۵۹] طحطاوی، علامہ سید احمد فقیہ زمان، محدث دوران"---[۶۰]

۞ حجاز مقدس کے معاصر شافعی عالم، ادیب و صاحب دیوان شاعر نے حسب ذیل پندرہ اشعار میں آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کیے، نیز آپ کا سنہ وفات اخراج کیا:

شع بدراً في عصره أي بدر ثم اضحى بدراً على كل عصر
و تمادى على الزمان فأمسى علماً للأحناف فى كل دهر
احمد الطحطاوي الذى ساد مصراً بعلوم و مكرمات وبر
حيث أحيا أبا حنيفة بالفقه و الزهد و الهدى حيث يسري
عَلَّقَ الفهم و العلوم على (الدر) فكان (المختار) من كل در
غرر من فوائد العلم شتى صاغها في عقد من الدر نضْر
فهي اغلى من الجواهر طراً و هي في صدره كدر ببحر
و مضى في حياته ليس يخطو خطوة إلا و الهدى فيه يجري
نشر السنة الصحيحة في القوم فأمست به بخير مقر
ذب عن أهل عصره بدعاً سوداء طاشت غبراً بعقل و فكر
سل سيف الهدى عليها بحزم و مضى شامخاً و آب بنصر
لم يزل آية (لنعمان) كبرى فاح منه شذاه من كل عطر
خبأته الأيام ثم جلته صافي العمر مثل ساعة فجر
قيل : أرخه، قلت : لست بأهل و إليكم تاريخه نصف سطر
زدْ عليه ثمانيًا ثم عشراً (يا لقومي قد مات عالم مصر)

18=10+8 1213=330+141+441+104+186+11

1231=1213+18

تلامذه

علامہ طحطاوی کے آٹھ اہم شاگردوں کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے:

۞ شیخ ابراہیم چلپی بن احمد آغا بارودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء)
قاہرہ کے شافعی عالم، عین عالم شباب میں وہیں پر وفات پائی، عقلی و نقلی علوم کے ماہر۔ آپ نے جامعہ ازہر میں علامہ طحطاوی سے فقہی علوم اخذ کیے۔[۶۱]

۞ شیخ سید احمد عارف حکمت بن ابراہیم پاشا حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء)
استنبول میں وفات پائی، ترکی الاصل، حنفی عالم، صوفی المشرب، لغوی، شاعر، عربی فارسی و

ترکی میں نظم ونثر پر مشتمل متعدد تصنیفات ہیں، جن میں عربی میں ''الاحکام المرعیة فی الاراضی الامیریة'' وغیرہ کتب ہیں۔ بیت المقدس وقاہرہ نیز مدینہ منورہ میں قاضی تعینات رہے اور ۱۲۶۲ھ کو دارالخلافہ استنبول میں اعلیٰ ترین دینی منصب ''شیخ الاسلام'' پر فائز ہوئے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا جو ''مکتبہ عارف حکمت'' کے نام سے پندرھویں صدی ہجری کے آغاز تک اپنے مقام پر موجود تھا، پھر مسجد نبوی کی توسیع کے باعث اسے منہدم کر کے اس کی جملہ کتب مکتبہ شاہ عبدالعزیز میں منتقل کر دی گئیں، جہاں آپ کے نام سے محفوظ ہیں۔

صاحب تفسیر روح المعانی مفتی بغداد علامہ سید شہاب الدین محمود بن عبداللہ حسینی آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے احوال وآثار پر عربی کتاب ''شھی النغم فی ترجمة شیخ الاسلام و ولی النعم'' لکھی، جو محمد عید خطراوی کی تحقیق کے ساتھ ''عارف حکمت حیاته و مآثره'' کے نام سے شائع ہوئی۔[۶۲]

۞ شیخ احمد بن محمد تمیمی داری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء)

بیت المقدس کے قریب شہر الخلیل میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، جہاں آپ کا مزار مشہور ومتبرک ہے۔ جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی، حنفی عالم، نحوی، صوفی کامل، ادیب و شاعر، چھ سے زائد تصنیفات ہیں، جن میں سے ''نجاة الارواح فی احکام النکاح علیٰ مذهب ابی حنیفة'' قاہرہ سے شائع ہوئی، جب کہ ''رسالة فی اسقاط الصلاة و الصوم بعد الموت'' کا مخطوط دارالکتب مصریہ قاہرہ میں اور ''رسالة فی احکام الزکاة'' کا مخطوط مکتبہ جامعہ ازہر قاہرہ میں ہیں، نیز تصوف پر کتاب اور سفر نامہ ترکی قلم بند کیا۔ آپ طویل عرصہ قاہرہ مقیم رہے، جس دوران ۱۲۵۱ھ کو مفتی اعظم مصر بنائے گئے۔ تب عثمانی خلیفہ سلطان عبدالمجید خان بن سلطان محمود خان (وفات ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۱ء) کی دعوت پر[۶۳] ۱۲۶۳ھ کو دارالخلافہ استنبول تشریف لے گئے۔ بعد ازاں حاکم مصر محمد عباس بن احمد طوسون بن محمد علی پاشا (وفات ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) کے حکم پر[۶۴] مفتی اعظم کے منصب سے معزول کیے گئے تو وطن واپس آگئے۔[۶۵]

۞ شیخ سید حسین بن سلیم دجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء)

فلسطین کے شہر یافا میں پیدا ہوئے اور حج وزیارت کے لیے گئے تو تمام مناسک کی ادائیگی

کے بعد مکہ مکرمہ میں وفات پائی، قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ ادیب ونعت گو شاعر، خلوتی وشاذلی سلاسل کے مرشد، صاحب کرامات، متعدد تصنیفات میں ''فتاویٰ حسینیہ'' اور ''التحریر الفائق علی شرح الطائی الصغیر لکنز الدقائق'' وغیرہ کتب ہیں۔ آپ تقریباً چالیس برس تک یافا کے مفتی احناف تعینات رہے۔

۱۲۲۷ھ کو جامعہ ازہر قاہرہ میں داخلہ لیا، جہاں علامہ طحطاوی سے فقہ حنفی کی بعض کتب پڑھیں۔ [٦٦]

۞ شیخ عبدالمولیٰ بن عبداللہ بن عبدالقادر مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۴۵ھ/ ۱۸۲۹ء تقریباً)

فقیہ حنفی، عقلی ونقلی علوم کے ماہر، مصر کے شہر دمیاط میں مفتی احناف تعینات تھے۔ آپ نے بھی استاذ محترم علامہ طحطاوی کی طرح فقہ حنفی کی کتاب درمختار پر حاشیہ لکھا، جسے ۲۵/ ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ کو شروع اور ۳/ جمادی الاخریٰ ۱۲۳۸ھ کو مکمل کیا۔ اس کا قلمی نسخہ خود آپ کا لکھا ہوا مکتبہ جامعہ ازہر قاہرہ میں بنام ''تعالیق الانوار علی الدر المختار'' تین جلدوں پر مشتمل محفوظ ہے۔ ادھر ہندوستان میں اس کا قلمی نسخہ مشہور فقیہ مولانا محمد عبدالحی بن محمد عبدالحلیم لکھنوی فرنگی محلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء) کے پیش نظر تھا، جنھوں نے اپنی متعدد تصانیف، سباحۃ الفکر فی الجھر بالذکر، عمدۃ الرعایۃ، الفوائد البھیۃ وغیرہ میں اس سے اخذ کیا، نیز اسے نفیس حاشیہ قرار دیا۔ حدائق الحنفیۃ میں آپ کی تاریخ وفات ''قدوۂ خلقت'' سے نکالی گئی ہے۔ حافظ مرتضیٰ بلگرامی زبیدی سے بھی اخذ کیا۔ [٦٧]

۞ شیخ عثمان بن حسن دمیاطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۶۵ھ/ ۱۸۴۸ء)

مصر کے شہر دمیاط میں پیدا ہوئے، جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی اور ۱۲۴۸ھ کو مکہ مکرمہ ہجرت کی، وہیں پر وفات پائی، جہاں قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ فقیہ شافعی، محدث، مفسر، مدرس جامعہ ازہر ومسجد حرم مکی، استاذ العلماء والرؤساء، خلوتی سلسلہ سے وابستہ۔ آپ کے حالات پر آپ کے شاگرد مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء) نے مستقل کتاب لکھی۔ [٦٨]

۞ شیخ سید محمد بن حسین کتبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۸۰ھ/ ۱۸۶۳ء)

مصر میں پیدا ہوئے، جامعہ ازہر میں تعلیم پائی اور ۱۲۵۵ھ کے قریب مکہ مکرمہ ہجرت کی،

وہیں پر وفات پائی، قبرستان المعلی میں قبر واقع ہے۔ فقیہ حنفی، صوفی کامل، خلوتی سلسلہ کے مرشد، مدرس جامعہ ازہر و مسجد حرم مکی، نیز مفتی احناف مکہ مکرمہ تعینات رہے۔ کنز الدقائق کے شارح، صاحب مجموعہ فتاویٰ۔ آپ کے دست یاب حالات ''مکہ مکرمہ کے کتنی علماء'' میں جمع کردیے گئے ہیں۔

علامہ طحطاوی نے در مختار پر حاشیہ لکھنا شروع کیا تو آپ نے اس عمل میں استاذ گرامی کی بھرپور معاونت کی۔[۶۹]

مکتبہ حرم مکی میں آپ کے نام سے ایک مخطوط ''اجازۃ'' موجود ہے[۷۰] جس کے بارے میں راقم السطور کا خیال ہے کہ یہ آپ کو علامہ طحطاوی کی جاری کردہ سند ہے۔[۷۱]

۞ شیخ محمد بن صالح البناء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء میں زندہ)

مصر کے شہر اسکندریہ میں مفتی احناف تھے، دار الکتب مصریہ قاہرہ میں آپ کی جاری کردہ چار اسناد اجازت کے مخطوطات محفوظ ہیں، جن میں سے ایک آپ کی قلم بند کردہ ہے، جو قصیدہ بردہ و حدیث کی سماعت کی اجازت ہے، جسے آپ نے ۱۲۷۴ھ کو تحریر کر کے دمشق کی تاریخی مسجد اموی کے امام شیخ عبد السلام بن عبد الرحمٰن شطی حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء) کے نام جاری کیا۔ آپ کے فرزند شیخ عبد اللہ بن محمد بن صالح البناء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی عالم جلیل تھے۔[۷۲]

۞۞۞

بعض نے مکہ مکرمہ کے معمر شافعی عالم و صاحب تصانیف شیخ محمد بن سلیمان حسب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء) کو بھی علامہ طحطاوی کا شاگرد قرار دیا ہے، لیکن یہ درست نہیں، اس لیے کہ علامہ طحطاوی ان کی ولادت سے بھی قبل وفات پا چکے تھے۔

تصنیفات

فقیہ جلیل علامہ سید احمد طحطاوی کی تصنیفات و تالیفات کی تعداد چار اور ان کے نام و تعارف حسب ذیل ہے:

۞ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، مکتبہ جامعہ ازہر قاہرہ میں اس کے متعدد قلمی نسخے محفوظ ہیں، جن میں سے دو خود مؤلف کی زندگی میں

۱۲۲۵ھ، ۱۲۲۶ھ کے کتابت شدہ ہیں۔ ادھر مکتبہ حرم مکی میں بھی اس کا ایک مخطوط موجود ہے، جب کہ درمختار کے حاشیہ پر چار جلدوں میں بارہا طبع ہوئی۔ مطبع بولاق قاہرہ ۱۲۵۴ھ، ۱۲۶۶ھ، ۱۲۶۸ھ، ۱۲۶۹ھ، ۱۲۸۲ھ، ۱۲۸۳ھ/ مدرسہ عالیہ کلکتہ ۱۲۶۴ھ/ مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۲۹۴ھ۔ [۷۳]

❁ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، مکتبہ جامعہ ازہر قاہرہ میں اس کے متعدد قلمی نسخے محفوظ ہیں، جن میں سے ایک خود مؤلف کی زندگی میں ۱۲۲۳ھ کا لکھا ہوا ہے، جب کہ مراقی الفلاح کے ساتھ بارہا ایک جلد میں شائع ہوئی۔ مطبع بولاق قاہرہ ۱۲۶۹ھ، ۱۲۷۹ھ، ۱۲۹۰ھ، ۱۳۱۸ھ/ مطبع جامعہ ازہر قاہرہ ۱۳۰۱ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۸ھ/ مطبع عثمانیہ بہ اہتمام عثمان عبدالرزاق قاہرہ ۱۳۰۴ھ، صفحات ۴۰۹/ مطبع علمیہ قاہرہ ۱۳۱۵ھ/ مطبع شرقیہ قاہرہ ۱۳۲۱ھ، ۱۳۲۵ھ/ مطبع وہبیہ قاہرہ ۱۳۲۸ھ/ مطبع مصطفیٰ بابی حلبی قاہرہ ۱۳۵۶ھ/ مطبوعہ استنبول ۱۳۲۷ھ، ۱۳۲۹ھ۔ [۷۴]

جب کہ حسب ذیل ایڈیشن ان دنوں بازار میں دست یاب ہیں:

دارالایمان بیروت و دمشق/ دارلکتب علمیہ بیروت، انتخاب/ دارالکتب علمیہ بیروت، کمپیوٹر ایڈیشن، تحقیق شیخ محمد عبدالعزیز خالدی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، ایک جلد، ۵۶۷ صفحات/ میر محمد کتب خانہ کراچی، تحقیق شیخ محمد عبدالعزیز خالدی/ قدیمی کتب خانہ کراچی، کمپیوٹر ایڈیشن/ مکتبہ غوثیہ کراچی، کمپیوٹر ایڈیشن، تحقیق شیخ عبدالکریم عطا، دو جلد، ۱۰۰۳ صفحات۔

❁ سند الطحطاوی، مکتبہ جامعہ ازہر میں اس کا ایک اور دارالکتب مصریہ قاہرہ میں چار مخطوطات محفوظ ہیں۔ اس کی ابتدائی عبارت یہ ہے:

الحمد للہ الذی انزل القرآن و الشریعۃ و السند المتصل..........---

اور خاتمہ اس عبارت پر ہوتا ہے:

عن مؤلفها احمد بن محمد القسطلانی، و اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم---[۷۵]

ہندوستان میں بھی اس کا مخطوط موجود تھا، جس کے ذریعے اس کی جزوی طباعت کے بارے میں مزید معلومات آگے آرہی ہیں۔ ثبت الطحطاوی سے مراد بھی یہی کتاب ہے۔

☸ کشف الرین عن بیان المسح علی الجوربین ، مکتبہ جامعہ ازہر قاہرہ میں اس کے دو مخطوطات زیر نمبر ۲۲۴ مجامیع /۵۴۷۳ اور ۲۲۶ مجامیع /۵۴۷۵ محفوظ ہیں۔ ابتدائی عبارت یہ ہے:

الحمد للہ رب العالمین حمد من رجاہ ....---

جب کہ دارالکتب مصریہ قاہرہ میں یہ بنام "رسالۃ فی المسح علی الخفین" زیر نمبر ۲۳۹ مجامیع / فقہ حنفی موجود ہے [۷۶] موزوں پر مسح کرنے کے مسئلہ پر حنفی مذہب کا بیان۔

حاشیہ در مختار کا تعارف

غزہ فلسطین کے باشندہ، شیخ الحنفیہ فی عصرہ، شیخ الاسلام، شمس الدین، محمد بن عبداللہ خطیب تمرتاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۶ء) نے قاضیوں اور مفتیوں کے یاد کر لینے کی غرض سے محرم ۹۹۵ھ کو مسائل معتبرہ متون فقہ حنفی پر عربی نثر میں کتاب "تنویر الابصار و جامع البحار" ایک جلد میں تصنیف کی، جس کے متعدد مخطوطات محفوظ ہیں، نیز بارہا طبع ہوئی۔ یہ علماء کے ہاں مقبول ہوئی اور پہلے خود مصنف نے، پھر مختلف ادوار میں عرب وعجم کے علماء احناف نے اس پر شروح وحواشی وتعلیقات لکھیں، نیز اسے منظوم کیا۔[۷۷]

تنویر الابصار پر شروح لکھنے والوں میں سے مفتی اعظم شام شیخ علاءالدین محمد بن علی حصکفی دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۰۸۸ھ/۱۶۷۷ء) کی "الدر المختار فی شرح تنویر الابصار" کو سب سے زیادہ پذیرائی ملی، حتیٰ کہ اس کی شہرت اصل کتاب پر بھی غالب آ گئی۔ اس کے متعدد مخطوطات محفوظ ہیں اور یہ بارہا شائع ہوئی۔ درمختار پر بھی متعدد علماء احناف نے شروح وحواشی وتعلیقات وتقاریر لکھیں۔[۷۸]

درمختار پر حاشیہ لکھنے والوں میں ایک اہم نام فقیہ العصر ادیب وشاعر ابراہیم بن مصطفیٰ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء) کا ہے، جو شام کے شہر حلب میں پیدا ہوئے، قاہرہ میں تعلیم اور استنبول میں وفات پائی۔ آپ نے اس پر "تحفۃ الاخیار علی الدر المختار" ۱۱۵۵ھ میں مکمل کی، جس کے دو مخطوطات مکتبہ جامعہ ازہر قاہرہ میں ہیں، جن میں سے ایک ۱۱۵۵ھ ہی کا کتابت شدہ ہے۔ ادھر دارالکتب مصریہ قاہرہ اور مکتبہ حرم مکی نیز توپ کاپی عجائب گھر، استنبول میں بھی قلمی نسخے موجود ہیں، جب کہ یہ تا حال شائع نہیں ہوئی۔[۷۹]

علامہ سید احمد طحطاوی نے بھی اسی در مختار پر حاشیہ لکھا، جس دوران شیخ ابراہیم حلبی کی مذکورہ بالا تصنیف سے بھر پور استفادہ کیا۔[۸۰]

حاشیہ در مختار کی مقبولیت

علامہ سید احمد طحطاوی کی تصنیفات میں سے حاشیہ در مختار کو عرب وعجم کے فقہاء عظام ومفتیان کرام کے ہاں بطور خاص اعتماد و پذیرائی ملی اور جب سے وجود میں آیا، فقہی مسائل کی تحقیق اور فتویٰ کے اجراء میں اہل علم کے پیش نظر رہا۔ یہاں پر فقہاء کے ہاں اس کی قبولیت کی چند مثالیں پیش ہیں:

۞ علامہ طحطاوی کے معاصر فقیہ جلیل علامہ ابن عابدین دمشقی نے رد المحتار کی تصنیف کے دوران علامہ طحطاوی کے حاشیہ در مختار کو مدنظر رکھا اور اس سے بہت کچھ مدد لی۔ رد المحتار میں آپ نے جہاں بھی بطور حوالہ حرف ''ط'' لکھا، اس سے مراد حاشية الطحطاوی علی الدر المختار ہے۔[۸۱]

۞ سندھ کے روحانی شہر سیہون کے باشندہ، رئیس العلماء مدینہ منورہ، فقیہ حنفی، مسند العصر، نقشبندی مجددی سلسلہ کے مرشد، مولانا محمد عابد بن احمد علی سندھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء) نے بھی در مختار کی ضخیم عربی شرح بنام ''طوالع الانوار علی الدر المختار''لکھی، جس کے مخطوطات مکتبہ جامعہ از ہر قاہرہ وتوپ کاپی عجائب گھر استنبول میں محفوظ ہیں، جب کہ یہ تاحال شائع نہیں ہوئی۔ آپ علامہ طحطاوی کی وفات کے محض ایک برس بعد ۱۲۳۲ھ کو یمن سے قاہرہ پہنچے، وہاں سے مدینہ منورہ منتقل ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔[۸۲]

مولانا عابد سندھی کے عرب سوانح نگار شیخ سائد بکداش حلبی مدنی حنفی حفظہ اللہ تعالیٰ، جنھوں نے طوالع الانوار ملاحظہ کی، آپ لکھتے ہیں کہ مولانا عابد سندھی نے اس کی تصنیف کے دوران علامہ طحطاوی کے حاشیہ در مختار سے بکثرت استفادہ کیا۔[۸۳]

۞ علامہ شامی کے فرزند و دمشق کے اہم حنفی عالم، علامہ سید محمد علاء الدین بن محمد امین بن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۹ء) نے در مختار کی متوسط شرح ''سراج الانوار علی الدر المختار''لکھی۔ جس کا دو جلدوں پر مشتمل قلمی نسخہ چند برس قبل تک مکتبہ حرم مکی میں بخط مولانا محمد عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی بن شاہ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء) موجود تھا۔[۸۴]

علامہ علاء الدین ابن عابدین نے سراج الانوار کی تصنیف کے دوران حاشیہ طحطاوی سے بھرپور استفادہ کیا۔[۸۵]

۞ لکھنؤ کے مولانا محمد نعیم بن عبد الحکیم بن عبد الرب بن ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء) جو اپنے اجداد کی طرح جلیل القدر عالم دین وفقیہ حنفی نیز قادری سلسلہ کے مرشد کبیر تھے۔آپ نفیس کتب کے حصول میں حد درجہ حریص تھے۔ایک بار آپ کو درمختار پر حاشیہ طحطاوی کے ایک نسخہ کی فروخت کی اطلاع ملی تو آپ نے لکھنؤ کے علاقہ فرنگی محل میں واقع اپنے گھر کو فروخت کردیا،جس سے حاصل ہونے والی رقم سے ساٹھ روپے میں یہ کتاب خرید لی۔[۸۶]

۞ مولانا فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

''(مولانا طحطاوی نے) درالمختار کا حاشیہ ایسی تحقیق وتدقیق کے ساتھ تصنیف کیا کہ مقبول انام ہوا اور مصر میں باوجود بڑے حجم وضخامت کے چھپ کر مشتہر ہوا۔ اس کتاب میں آپ نے امام ابوحنیفہ کے مناقب کو اقوال صحیحہ اور روایات مثبتہ سے ثابت کیا ہے''---[۸۷]

۞ مولانا عبدالاوّل جونپوری نے یہ رائے دی:

''(علامہ طحطاوی) نے درمختار کا حاشیہ بڑی تحقیق کے ساتھ لکھا[۸۸] درالمختار پر ان کا ایک ضخیم مستند حاشیہ مشہور ومقبول ومتداول ہے،جس کو علماء و فقہاء نے بہت پسند کرلیا ہے''---[۸۹]

فاضل بریلوی کی کاوش

مولانا احمد رضا خان بن نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما (وفات ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) ہندوستان کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے،وہیں پر وفات پائی۔فقیہ العصر،قادری سلسلہ کے مرشد،اصولی، متعدد علوم کے ماہر،نعت گو شاعر،استاذ العلماء،عربی،فارسی،اردو میں بکثرت تصانیف ہیں۔فقہ حنفی پر اردو میں ضخیم ''فتاویٰ رضویہ'' اور عربی میں ''جد الممتار علی رد المحتار'' وغیرہ کتب ہیں۔ فاضل بریلوی واعلیٰ حضرت کے القاب سے جانے گئے۔[۹۰]

فاضل بریلوی نے علامہ طحطاوی کے حاشیہ درمختار پر مستقل عربی حاشیہ لکھا،جس کا مخطوط محفوظ

تھا، اب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان کے مدرس وصاحب تصانیف مولانا محمد صدیق ہزاروی حفظہ اللہ تعالیٰ نے حاشیہ فاضل بریلوی پر تحقیق انجام دی اور یہ کتاب ''التعلیقات الرضویة علی حواشی الدر المختار للسید الطحطاوی'' کے نام سے لاہور سے شائع ہوئی۔[۹۱]

اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور ہندوستان کے مدرس و صاحب تصانیف مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مطالعاتی جائزہ پر اردو مضمون ''امام احمد رضا کی فقہی بصیرت، حاشیہ طحطاوی کی روشنی میں'' لکھا، جو مطبوع ہے۔[۹۲]

حاشیہ مراقی الفلاح کا تعارف

علامہ طحطاوی کی دوسری اہم تصنیف حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح جو فقہی علوم کے طلبہ میں بطور خاص مقبول ہوئی، اس کا ابتدائی تعارف یہ ہے:

قاہرہ کے ہی فقیہ حنفی، شیخ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء) نے فقہ حنفی پر ۱۰۳۲ھ میں کتاب ''نور الایضاح و نجاة الارواح'' لکھی[۹۳] جو قاہرہ و کراچی وغیرہ سے بارہا شائع ہوئی اور دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔

شیخ حسن شرنبلالی نے خود ہی اس کی شرح بنام ''امداد الفتاح شرح نور الایضاح'' لکھی، جو ۱۰۴۵ھ میں شروع اور ۱۰۴۶ھ میں مکمل کی، جس کے متعدد قلمی نسخے مکتبہ جامعہ ازہر قاہرہ میں محفوظ ہیں، جن میں سے ایک ۱۰۴۶ھ کا ہی لکھا ہوا ہے[۹۴] اور یہ شیخ بشار بکری عرابی حفظہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق وحواشی کے ساتھ ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء میں پہلی بار دمشق سے شائع ہوئی۔[۹۵]

۱۰۵۴ھ میں شیخ حسن شرنبلالی نے خود ہی اسی شرح کو مختصر کر کے ''مراقی الفلاح لامداد الفتاح شرح نور الایضاح و نجاة الارواح'' نام دیا، جس کے قاہرہ وکراچی وغیرہ سے لاتعداد ایڈیشن شائع ہوئے۔

مراقی الفلاح پر قاہرہ کے ہی دو اکابر علماء احناف، فقیہ وصوفی، کنز الدقائق کی شرح ملا مسکین پر مطبوعہ حاشیہ فتح اللہ المعین کے مؤلف نیز الاشباہ و النظائر کے محشی سید محمد ابوسعود بن علی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۱۷۲ھ/۱۷۵۸ء) نے حاشیہ بنام ''ضوء المصباح شرح نور الایضاح'' لکھا، جس کے تین مخطوطات مکتبہ جامعہ ازہر قاہرہ میں محفوظ ہیں، جن میں سے ایک ۱۱۸۰ھ کا لکھا ہوا ہے[۹۶] اور شیخ عبد الرحمٰن بن احمد ھلواتی خلوات رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ (وفات ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۱ء) نے بھی مراقی الفلاح پر حاشیہ لکھا تھا[۹۷] جس کے مخطوط کے بارے میں راقم کو کوئی خبر نہیں۔

علامہ سید احمد طحطاوی نے بھی اسی مراقی الفلاح پر حاشیہ لکھا، جس دوران امداد الفتاح کے علاوہ شیخ سید محمد ابو سعود اور شیخ عبدالرحمٰن خلوات کی مذکورہ بالا کتب سے بطور خاص استفادہ اٹھایا۔[۹۸] اور اب دمشق کے معاصر محقق شیخ بشار بکری عرابی نے امداد الفتاح پر تحقیق انجام دیتے ہوئے اس پر گراں قدر حواشی لکھے، جس دوران حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح سے بھرپور اخذ کیا۔

سند الطحطاوی اور مولانا مراد آبادی

مولانا سید محمد نعیم الدین بن معین الدین نزہت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما (وفات ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) ہندوستان کے شہر مراد آباد میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ محدث، مفسر، اصولی، صحافی، قادری سلسلہ کے مرشد، شاعر، تحریک آزادیٔ ہند کے رہنما، آل انڈیا سنی کانفرس کے روح رواں، استاذ العلماء، ماہ نامہ ''السواد الاعظم'' مراد آباد کے بانی، نیز صدر الافاضل کہلائے۔ نظم ونثر پر مشتمل عربی واردو میں پندرہ سے زائد تصنیفات ہیں، فقہی علوم پر مجموعہ فتاویٰ ہے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا شاہ محمد گل قادری کابلی مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہم نام ہے۔ نیز مولانا احمد رضا خان بریلوی نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے شاگردوں میں سے اہم نام یہ ہیں:

جمعیت علماء پاکستان کے صدر مولانا سید ابو الحسنات محمد احمد قادری (وفات ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء)، شیخ الحدیث مولانا محمد عمر نعیمی (وفات ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۶ء)، صاحب تصانیف کثیرہ مولانا مفتی غلام معین الدین نعیمی (وفات ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء)، صاحب تفسیر نعیمی مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی (وفات ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء)، دار العلوم حزب الاحناف لاہور کے ناظم مولانا سید ابو البرکات احمد قادری (وفات ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء)، دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کے بانی، صاحب فتاویٰ نوریہ مولانا محمد نور اللہ بصیر پوری (وفات ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)، جامعہ نعیمیہ لاہور کے ناظم مولانا مفتی محمد حسین نعیمی (وفات ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء)، صاحب تفسیر ضیاء القرآن مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری (وفات ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء)، شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی (وفات ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء) رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

مولانا مراد آبادی نے اپنے استاذ و مرشد مولانا شاہ محمد گل قادری کے طریق پر اپنے سلسلۂ روایت واسانید پر مستقل عربی کتاب لکھی جو مطبوع اور ''ثبت نعیمی'' کے نام سے معروف ہے۔[۹۹]

مولانا مراد آبادی کا یہ سلسلۂ روایت بعض علوم میں محض چار واسطوں بعد علامہ سید احمد طحطاوی سے متصل ہے، لہٰذا آپ نے سند الطحطاوی کا قلمی نسخہ کھوج نکالا اور اسے ثبت نعیمی میں درج کیا۔ سند طحطاوی کے قلمی نسخے عرب دنیا میں موجود ہیں، جن میں سے بعض کا ذکر گزشتہ صفحات پر آچکا، لیکن راقم السطور کی ناقص معلومات کے مطابق یہ ابھی تک الگ کتاب کے طور پر شائع نہیں ہوئی۔ یوں مولانا مراد آبادی کے توسط سے نہ صرف اہل ہند علامہ طحطاوی کے سلسلۂ روایت پر مطلع ہوئے بلکہ آج تک ثبت نعیمی کی اہمیت اس پہلو سے برقرار ہے کہ سند طحطاوی کے بعض مندرجات پر مطلع ہونے کا واحد آسان ذریعہ ہے۔

سند طحطاوی کا تعارف

علامہ طحطاوی کی اس مختصر کتاب کے مطبوعہ حصہ میں تین علوم، حدیث وفقہ وسیرت سے متعلق ان کی سات اسناد درج ہیں۔ ابتدائی دو فقہ حنفی کی ہیں، ایک اپنے والد اور پھر ان کے مشترکہ استاذ شیخ احمد حماقی کے طریق پر اور دوسری اپنے سب سے اہم استاذ شیخ محمد حریری کے طریق پر ہے، پھر بالترتیب چار کتب احادیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع الترمذی کی اور آخری سند سیرت وشمائل کی کتاب المواهب اللدنية کی ہے اور یہ دیگر مشائخ کے طریق پر ہیں۔[۱۰۰]

ثبت نعیمی میں یہ ساتوں اسناد شامل ہیں، جب کہ ان میں سے فقہ حنفی کی دوسری سند، علامہ طحطاوی نے خود ہی قدرے مختصر کر کے اپنی دوسری تالیف حاشیہ درمختار کے آغاز میں درج کی، جو اپنے مقام پر مطبوع ہے۔[۱۰۱]

نشر المآثر سے عیاں ہے کہ علامہ طحطاوی نے ''سند الطحطاوی'' میں اپنے تیسرے استاذ شیخ مصطفیٰ طائی کے طریق پر بھی فقہ حنفی کی سند درج کی[۱۰۲] لیکن ثبت نعیمی میں یہ حصہ شامل نہیں۔

سند فقہ حنفی

اب آخر میں علامہ طحطاوی کی ایک سند فقہ حنفی بطور نمونہ پیش ہے، جو ثبت نعیمی نیز حاشیہ درمختار دونوں میں درج ہے اور اسے علامہ طحطاوی کی بجائے ثبت نعیمی کی روشنی میں مولانا مراد آبادی سے شروع کیا ہے، تاکہ قارئین ان دونوں علماء احناف کے درمیان استوار سلسلۂ روایت پر مطلع ہو

سکیں، نیز دور حاضر میں جن اہل علم کا سلسلۂ روایت واسناد مولانا مراد آبادی سے متصل ہے، انہیں اس کے جاننے میں مدد ملے۔

راقم السطور نے اس سند فقہ حنفی کو جدید انداز میں مرتب کرنے کی کوشش کی ہے اور اصل پر جملہ راویان کے اسماء گرامی کی تکمیل، سنین وفات، جائے دفن، متعلقہ شخصیت کی فقہ حنفی پر اہم یا مشہور کتب کے نام، منصب کا ذکر، اضافے کیے ہیں، نیز ہر شخصیت سے متعلق حاشیہ میں ان کتب ورسائل کا ممکنہ حد تک اندراج، کہ جہاں ان اکابرین کے حالات درج ہیں۔

لیکن سند کے اندراج سے قبل چند پہلو وضاحت طلب ہیں۔ اوّل یہ کہ مولانا مراد آبادی نے ثبت نعیمی میں فقط مولانا شاہ محمد گل کابلی کے طریق پر ہی جملہ اسانید بیان کی ہیں، بلکہ یوں کہنا درست ہوگا کہ یہ کتاب بنیادی طور پر مولانا کابلی کے ہی سلسلۂ اسانید کا مجموعہ ہے۔ مولانا مراد آبادی کا علامہ طحطاوی سے اتصال اپنے دوسرے شیخ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے طریق پر بھی ہے، لیکن یہ سلسلۂ روایت ''ثبت نعیمی'' میں مذکور نہیں اور یہ اس طرح ہے:

''مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عن مولانا احمد رضا خان بریلوی عن مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان عن مدرس مسجد حرم شیخ عثمان بن حسن دمیاطی شافعی عن علامہ سید احمد طحطاوی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین''۔۔۔

اس سلسلۂ روایت میں یہ خوبی تو موجود ہے کہ مولانا مراد آبادی کے دوسرے سلسلۂ روایت، جو آگے درج کیا جارہا ہے، اس کی نسبت علو کی صفت رکھتا ہے کیوں کہ فاضل بریلوی وعلامہ طحطاوی کے درمیان دو واسطے جب کہ مولانا کابلی سے علامہ طحطاوی تک تین واسطے ہیں اور ماہرین کے نزدیک سند کے عالی ہونے کی سب سے اہم شرط یہ ہے کہ مابین واسطے کم سے کم ہوں۔ لیکن یہ مولانا مراد آبادی کا عمومی سلسلۂ روایت واتصال ہے، فقہ حنفی کا نہیں۔

دوسری وضاحت یہ کہ بعض اردو تذکرہ نگاروں کے مطابق مولانا شاہ محمد گل کابلی نے مفتی احناف مکہ مکرمہ شیخ سید محمد بن حسین کتبی اور شافعیہ مکہ مکرمہ شیخ سید احمد بن زینی دحلان سے بلاواسطہ اخذ کیا[۱۰۳] لیکن راقم کے نزدیک یہ درست نہیں۔ اس لیے کہ یہ دونوں علماء کرام مولانا کابلی کے ہندوستان سے حجاز مقدس حاضر ہونے سے قبل وفات پا چکے تھے، نیز یہ کہ اگر آپ نے ان مکی علماء سے اخذ کیا ہوتا تو اس کا ذکر ثبت نعیمی میں ضروری تھا، جب کہ ایسا نہیں ہے۔

علامہ طحطاوی کی دونوں اسنادِ فقہ حنفی سے متعلق ایک لطیف نکتہ بیان کیے بغیر شاید یہ تحریر مکمل نہ ہوگی، جیسا کہ گزشتہ صفحات پر آ چکا کہ علامہ طحطاوی نے ایک سند اپنے والد گرامی کے طریق پر اور دوسری اپنے سب سے اہم استاذ شیخ محمد بن عبد المعطی حریری کے طریق پر درج کی ہے، جب کہ علامہ طحطاوی نے اپنے والد گرامی کے استاذ شیخ احمد حماقی سے اور شیخ محمد حریری کے استاذ شیخ حسن مقدسی سے خود بھی بلاواسطہ اخذ کیا تھا، لہٰذا آپ سند بیان کرتے وقت اپنے والد گرامی نیز شیخ محمد حریری کی بجائے اپنے دیگر اساتذہ شیخ احمد حماقی و شیخ حسن مقدسی کے طریق پر بھی روایت کر سکتے تھے، جس سے ایک واسطہ کم ہونے پر یہ دونوں اسنادِ فقہ حنفی اب کی نسبت عالی ہوتیں، لیکن علامہ طحطاوی نے سند بیان کرنے میں عمداً ایک واسطہ کا اضافہ گوارا کر لیا۔

شیخ احمد حماقی سے متعلق سند میں علامہ طحطاوی نے خود بتایا کہ گو میں نے شیخ احمد حماقی سے اخذ کیا لیکن وہ میرے والد گرامی کے بھی استاذ تھے، لہٰذا میں والد کے طریق پر سند درج کر رہا ہوں تا کہ ان کا ذکر باقی رہے، نیز برکت حاصل ہو۔[۱۰۴]

دوسری جانب سند کا عالی ہونا علماء دین کے ہاں کتنی اہمیت رکھتا ہے، اس کی ایک مثال تو خود علامہ طحطاوی کے عمل سے ہی گزر چکی، کہ آپ نے درمختار جیسی جامع کتاب پڑھنے کے بعد نور الایضاح محض اس غرض سے پڑھی تا کہ استاذ اور اس کے مصنف کے درمیان واسطے کم اور سند عالی ہو۔

اس کی دوسری مثال مولانا احمد رضا خان بریلوی کے عمل سے ملتی ہے، جو خود عالی الاسناد تھے، اس کے باوجود تقریباً پچاس برس کی عمر میں دوسری بار حج و زیارت کے لیے گئے تو مکہ مکرمہ میں متلاشی رہے کہ اسلامی دنیا سے آئے ہوئے کوئی عالی الاسناد عالم ملیں تو ان سے حدیث کی سند لے کر مزید علو حاصل کریں۔[۱۰۵]

اس پس منظر میں علامہ طحطاوی کا یہ عمل، تمام تر علم و فضل کے باوصف، والدین و اساتذہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کی اعلیٰ مثال اور ان کی تصنیفات کا مقبول ہونا، برکت پر دال ہے۔ اب سند ملاحظہ ہو:

❁ صاحب مجموعہ فتاویٰ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی بن محمد معین الدین نزہت (وفات ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) مراد آباد۔[۱۰۶]

عن صاحب کتاب اثبات المعقول بالمنقول علیٰ رغم انف کل ظلوم و جهول، مولانا شاہ محمد گل قادری بن سید احمد خان کابلی (وفات ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء) مراد آباد۔[۱۰۷]

عـــــن امام وخطیب ومدرس مسجد حرم مکہ مکرمہ شیخ سید محمد مکی کتبی بن محمد صالح کتبی (وفات ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) مکہ مکرمہ۔[۱۰۸]

عن امام وخطیب مسجد حرم مکی و کنز الدقائق کی شرح ملا مسکین کے محشی شیخ سید محمد صالح کتبی بن محمد بن حسین کتبی (وفات ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء) طائف۔[۱۰۹]

عن مفتیٔ احناف مکہ مکرمہ و کنز الدقائق کی شرح عینی کے محشی شیخ سید محمد بن حسین کتبی (وفات ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء) مکہ مکرمہ۔[۱۱۰]

عن مفتیٔ اعظم مصر ودر مختار نیز مراقی الفلاح کے محشی شیخ سید احمد بن محمد طحطاوی (وفات ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۶ء) قاہرہ۔[۱۱۱]

عن مفتیٔ اعظم مصر شیخ محمد بن عبد المعطی حریری (وفات ۱۲۲۰ھ/۱۸۰۵ء) قاہرہ۔[۱۱۲]

عـــــن مفتیٔ اعظم مصر وفقہ حنفی پر کتاب کے مصنف شیخ حسن بن نورالدین مقدسی (وفات ۱۱۸۲ھ/۱۷۶۸ء) قاہرہ۔[۱۱۳]

عن مفتیٔ اعظم مصر وصاحب ختم علی شرح العینی علی کنز الدقائق شیخ علیم الدین سلیمان بن مصطفیٰ منصوری (وفات ۱۱۶۹ھ/۱۷۵۶ء) قاہرہ۔[۱۱۴]

عن صاحب تحفة المنصفين فی جواز الاقتداء بالمستوشمين شیخ عبدالحیٔ بن عبدالحق شرنبلالی (وفات ۱۱۱۷ھ/۱۷۰۶ء) قاہرہ۔[۱۱۵]

عن صاحب مراقی الفلاح و نور الایضاح شیخ حسن بن عمار شرنبلالی (وفات ۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء) قاہرہ۔[۱۱۶]

عن کنز الدقائق کے شارح شیخ نورالدین علی بن محمد ابن غانم مقدسی (وفات ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۶ء) قاہرہ۔[۱۱۷]

عن کنز الاقائق کی شرح زیلعی کے محشی شیخ ابوالعباس شہاب الدین احمد بن یونس ابن شلبی (وفات ۹۴۷ھ/۱۵۴۰ء) قاہرہ۔[۱۱۸]

عن قاضی حلب وقاہرہ، کنز الدقائق کے شارح وصاحب الذخائر الاشرفية فی الغاز الحنفية شیخ ابوالبرکات سری الدین عبدالبر بن محمد ابن شحنہ (وفات ۹۲۱ھ/۱۵۱۵ء) قاہرہ۔[۱۱۹]

عن صاحب فتح القدير شیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام (وفات ۸۶۱ھ/

۱۴۵۷ء) قاہرہ۔[۱۲۰]

عن قاری الھدایہ شیخ ابوحفص سراج الدین عمر بن علی کنانی (وفات ۸۲۹ھ/ ۱۴۲۶ء) قاہرہ۔[۱۲۱]

عن شیخ علاء الدین علی احمد بن محمد سیرانی (وفات ۷۹۰ھ/ ۱۳۸۸ء)۔[۱۲۲]

عن شارح الھدایہ و صاحب المغنی شیخ ابومحمد جلال الدین عمر بن محمد خبازی خجندی (وفات ۶۹۱ھ/ ۱۲۹۲ء) دمشق۔[۱۲۳]

عن صاحب الکشف و التحقیق شیخ ابی الفضل علاء الدین عبدالعزیز بن احمد بخاری (وفات ۷۳۰ھ/ ۱۳۳۰ء)۔[۱۲۴]

عن صاحب کنز الدقائق شیخ ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی (وفات ۷۱۰ھ/ ۱۳۱۰ء) بغداد۔[۱۲۵]

عن صاحب الرد و الانتصار شمس الائمہ شیخ ابوالوجد محمد بن محمد بن عبدالستار عمادی کردری (وفات ۶۴۲ھ/ ۱۲۴۴ء) بخارا۔[۱۲۶]

عن صاحب الھدایہ شیخ برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر فرغانی مرغینانی (وفات ۵۹۳ھ/ ۱۱۹۷ء) سمرقند۔[۱۲۷]

عن صاحب اصول شیخ فخر الاسلام ابوالحسن علی بن محمد بزدوی (وفات ۴۸۲ھ/ ۱۰۸۹ء) سمرقند۔[۱۲۸]

عن صاحب المسبوط شمس الائمہ شیخ ابوبکر محمد بن احمد بن سہل سرخسی (وفات ۴۸۳ھ/ ۱۰۹۰ء) فرغانہ۔[۱۲۹]

عن صاحب المسبوط و النوادر شمس الائمہ شیخ ابومحمد عبدالعزیز بن احمد حلوانی (وفات ۴۵۲ھ/ ۱۰۶۰ء) بخارا۔[۱۳۰]

عن صاحب مجموعہ فتاویٰ قاضی شیخ ابوعلی حسین بن خضر نسفی (وفات ۴۲۴ھ/ ۱۰۳۳ء) بخارا۔[۱۳۱]

عن صاحب فتاویٰ شیخ ابوبکر محمد بن فضل کماری (وفات ۳۸۱ھ/ ۹۹۱ء) بخارا۔[۱۳۲]

عن صاحب مسند ابی حنیفہ استاذ شیخ ابومحمد عبداللہ بن محمد حارثی کالاباذی سبذمونی

(وفات ۳۴۰ھ/۹۵۲ء) مضافات بخارا۔[۱۳۳]

عــــن شیخ ابوعبداللہ ابوحفص صغیر محمد بن احمد ابوحفص کبیر بخاری (وفات ۲۶۴ھ/ ۸۷۸ء) بخارا۔[۱۳۴]

عن شیخ ابوحفص کبیر احمد بن حفص بخاری (وفات ۲۱۸ھ/۸۳۳ء) بخارا۔[۱۳۵]

عن صاحب تصانیف جلیله امام ابوعبداللہ قاضی محمد بن حسن شیبانی (وفات ۱۸۹ھ/ ۸۰۴ء) رے۔[۱۳۶] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

عن تابعی جلیل صاحب المذهب امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (وفات ۱۵۰ھ/ ۷۶۷ء) بغداد۔[۱۳۷]

عن حضرت حماد بن ابی سلیمان مسلم (وفات ۱۲۰ھ/ ۷۳۸ء) کوفہ۔[۱۳۸]

عن حضرت ابوعمران ابراہیم بن یزید نخعی (وفات ۹۶ھ/ ۷۱۵ء)۔[۱۳۹]

عن حضرت علمقہ بن قیس نخعی (وفات ۶۲ھ/ ۶۸۱ء) کوفہ۔[۱۴۰]

عن صحابی جلیل، بیت المال کوفہ کے سربراہ حضرت عبداللہ بن مسعود (وفات ۳۲ھ/ ۶۵۳ء) مدینہ منورہ۔[۱۴۱] رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین

عن صاحب الوحی خاتم الانبیاء و المرسلین سیدنا محمد بن عبداللہ ﷺ (وفات ۱۱ھ/ ۶۳۲ء) مدینہ منورہ۔[۱۴۲]

عن امین وحی، اولوالعزم فرشتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام[۱۴۳]

عن اللہ تبارک و تعالیٰ ---[۱۴۴]

حوالہ جات وحواشی

۱......ثبت نعیمی، صفحہ۲/ حلیۃ البشر، جلد۱، صفحہ۲۸۱/ عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۴۰۴

۲......عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۴۰۴

۳......الاعلام، جلد۳، صفحہ۳۰۴

۴......عجائب الآثار، جلد۱، صفحہ۱۵۶

۵......شیخ احمد حماقی کے حالات: ثبت نعیمی، صفحہ۲/ عجائب الآثار، جلد۱، صفحہ۶۳۶، جلد۴، صفحہ۴۰۴

۶......شیخ حسن جبرتی کے حالات: الاعلام، جلد۲، صفحہ۱۷۸/ عجائب الآثار، جلد۱، صفحہ۶۰۴ تا ۶۳۶/ فهرست المخطوطات دار الكتب المصريه، جلد۱، صفحہ۱۱۱، ۴۲۲، ۴۲۳/ جلد۲، صفحہ۱۲۹/ فهرس دار الكتب المصريه، جلد۱، صفحہ۴۰۱/ فهرس الفهارس و الاثبات، جلد۳، صفحہ۶۵/ معجم المطبوعات العربية و المعربة، جلد۱، صفحہ۶۷۴ تا ۶۷۵/ معجم المؤلفين، جلد۱، صفحہ۵۳۱

۷......عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۴۰۴/ نثر المآثر، صفحہ۶۹

۸......شیخ حسن جداوی کے حالات: ثبت نعیمی، صفحہ۴/ حلیۃ البشر، جلد۱، صفحہ۴۸۰ تا ۴۸۱/ عجائب الآثار، جلد۲، صفحہ۲۵۴ تا ۲۵۵/ فهرست المخطوطات دار الكتب المصرية، جلد۱، صفحہ۳۸۲/ فهرست المخطوطات دار الكتب المصرية، مصطلح، جلد۱، صفحہ۴۵ تا ۴۶/ فهرس الفهارس و الاثبات، جلد۱، صفحہ۴۶۷/ جلد۲، صفحہ۷۷۹، ۸۴۴/ معجم المؤلفين، جلد۱، صفحہ۵۷۷

۹......شیخ حسن مقدسی کے سوانحی آخذ: حاشیہ نمبر ۱۱۳ کے تحت درج ہیں۔

۱۰......شیخ عبدالرحمٰن عریشی کے حالات: حلیة البشر ،جلد۱،صفحہ۱۹۰،۲۸۱/عجائب الآثار ،جلد۲،صفحہ۴۷تا۷۷/جلد۴،صفحہ۴۰۴/معجم المؤلفین ،جلد۲،صفحہ۱۰۳/نزھة الفکر ، جلد۲،صفحہ۱۳۹تا۱۴۰

۱۱......شیخ عبدالعلیم فیومی کی حالات :ثبت نعیمی ،صفحہ۴/حلیة البشر ،جلد۲،صفحہ۸۵۵تا ۸۵۶/عجائب الآثار ،جلد۳،صفحہ۱۸۶/فھرس الفھارس و الاثبات،جلد۳،صفحہ۱۰۷

۱۲......شیخ محمد حریری کے سوانحی آخذ: حاشیہ نمبر ۱۱۲ کے تحت مذکور ہیں۔

۱۳......ثبت نعیمی،صفحہ۳

۱۴......شیخ امیر کبیر کے حالات :اتحاف الاخوان ،صفحہ۸۷تا۸۹/الاعلام،جلد۷، صفحہ۱۷/ثبت نعیمی ،صفحہ۴،۲۵/حلیة البشر ،جلد۲،صفحہ۱۲۶۶تا۱۲۷۰/عجائب الآثار ، جلد۴،صفحہ۴۴۱تا۴۴۳/فھرست المخطوطات دار الکتب المصریة ،جلد۱،صفحہ۱۶۴، ۲۶۹،۳۶۳،۴۱۴،جلد۲،صفحہ۹۳،۱۸۴/فھرست المخطوطات دار الکتب المصریة، مصطلح ،جلد۱،صفحہ۱۳۰،۱۹۱،۲۴۹/فھرس الفھارس و الاثبات ،جلد۱،صفحہ۱۳۳تا۱۳۹، جلد۲،صفحہ۶۶۳تا۶۶۴/فھرس مخطوطات مکتبة مکة المکرمة ،صفحہ۳۹،۹۴،۱۱۰، ۱۲۶،۱۶۶تا۱۶۷،۱۹۰،۱۹۳،۲۲۹،۲۴۳،۲۶۸،۳۴۰/معجم المطبوعات العربیة و المعربة ،جلد۱،صفحہ۴۷۳تا۴۷۵/معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی ، صفحہ۱۶۹/معجم المؤلفین،جلد۳،صفحہ۱۳۹،۶۲۱تا۶۲۲،۶۲۸

۱۵......شیخ مصطفیٰ طائی کے حالات :حلیة البشر ،جلد۱،صفحہ۲۸۱/عجائب الآثار ،جلد۲، صفحہ۴۲/فھرس دار الکتب المصریة ،جلد۱،صفحہ۴۱۳،۴۱۶،۴۴۰،۴۶۷/فھرس المکتبة الازھریة ،جلد۲،صفحہ۱۹۱،۲۵۸تا۲۶۰/معجم المطبوعات العربیة فی شبه ،صفحہ۴۷۴/ معجم المطبوعات العربیة و المعربة ،جلد۲،صفحہ۱۲۲۵تا۱۲۲۶/معجم المؤلفین، جلد۳،صفحہ۸۸۵/مفید المفتی،صفحہ۱۹۰/نشر المآثر ،صفحہ۴۵،۵۵

۱۶......ثبت نعیمی،صفحہ۲

۱۷......خلوتی سلسلہ کا عمومی تعارف: مکہ مکرمہ کے کتبی علماء،صفحہ۱۳تا۱۶

۱۸......عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۴۰۵

۱۹......شیخ ابراہیم حریری کے حالات، حلیة البشر، جلد۱، صفحہ۳۹، ۲۸۲/عجائب الآثار، جلد۳، صفحہ۵۶۶/جلد۴، صفحہ۱۷۰تا۱۷۱

۲۰......شیخ سید عمر مکرم کے حالات: الاعلام، جلد۵، صفحہ۶۷تا۶۸/عجائب الآثار، جلد۲، صفحہ۳۸۱، جلد۳، صفحہ۱۶۴، ۱۷۱، ۳۱۵، ۴۶۶، ۵۰۴، جلد۴، صفحہ۷۹، ۸۳، ۱۱۴، ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۵۰تا۱۵۱، ۱۵۷تا۱۶۵، ۲۲۹، ۳۰۴تا۳۰۵، ۳۷۰، ۳۸۲، ۴۶۵تا۴۶۶

۲۱......عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۱۶۴تا۱۶۵، ۳۰۵، ۳۷۳، ۴۰۵

۲۲......شیخ حسین منصوری کے حالات: حلیة البشر، جلد۱، صفحہ۲۸۲، ۵۳۴/عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۳۷۳

۲۳......داعیة و لیس نبیاً، صفحہ۹، ۱۲۸

۲۴......الاعلام، جلد۶، صفحہ۲۵۷

۲۵......شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے حالات: ابجد العلوم، صفحہ۶۷۹تا۶۸۳/الاعلام، جلد۶، صفحہ۲۵۷/داعیة و لیس نبیاً، کل صفحات۱۹۹/شیخ محمد بن عبدالوہاب، کل صفحات۲۰۸

۲۶......سلطان سلیم خان سوم عثمانی کے حالات: حلیة البشر، جلد۲، صفحہ۶۷۵تا۶۷۹/خلاصة الکلام، جلد۲، صفحہ۲۹۷/عجائب الآثار، جلد۲، صفحہ۲۷۶، جلد۴، صفحہ۱۰۱، ۱۳۱تا۱۳۲، ۱۳۹

۲۷......محمد علی پاشا کے حالات: الاعلام، جلد۶، صفحہ۲۹۸تا۲۹۹/تاریخ مکہ، صفحہ۵۰۵تا۵۱۷/حلیة البشر، جلد۳، صفحہ۱۲۴۰تا۱۲۴۲/عجائب الآثار، تیسری وچوتھی جلد کے لاتعداد صفحات

۲۸......سلطان مصطفیٰ خان عثمانی کے حالات: حلیة البشر، جلد۳، صفحہ۱۵۱۷تا۱۵۱۹/عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۱۰۱، ۱۳۱

۲۹......سلطان محمود خان عثمانی کے حالات: حلیة البشر، جلد۳، صفحہ۱۴۵۶تا۱۴۶۷/عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۳۹، ۲۲۸، ۲۸۵، ۴۸۳، ۴۸۴

۳۰......احمد طوسون پاشا کے حالات: تاریخ مکہ، صفحہ۵۰۵، ۵۰۹، ۵۱۱، ۵۱۳/خلاصة الکلام، جلد۲، صفحہ۲۹۷/عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۴۱۰تا۴۱۲

۳۱......عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۲۱۸، ۲۲۲، ۳۷۱

۳۲......شیخ الازہر محمد بن علی شنوانی کے حالات: اتحاف الاخوان، صفحہ ۸۶ تا ۸۷/ الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۲۹۷/ حلیة البشر، جلد ۳، صفحہ ۱۲۷۰ تا ۱۲۷۱/ عجائب الآثار، جلد ۴، صفحہ ۴۵۶ تا ۴۵۷/ فهرست المخطوطات دار الكتب المصرية، جلد ۱، صفحہ ۲۲۶، ۲۴۱/ فهرست المخطوطات دار الكتب المصرية، مصطلح، جلد ۱، صفحہ ۱۲۵، ۱۹۹ تا ۲۰۰، ۲۴۰/ فهرس الفهارس و الاثبات، جلد ۲، صفحہ ۱۰۷۸ تا ۱۰۷۹/ معجم المطبوعات العربية و المعربة، جلد ۲، صفحہ ۱۱۵۰/ معجم مؤلفی مخطوطات مكتبة الحرم المكی، صفحہ ۳۴۲/ معجم المؤلفين، جلد ۳، صفحہ ۵۴۸

۳۳......عجائب الآثار، جلد ۴، صفحہ ۴۰۵

۳۴......معجم مؤلفی مخطوطات مكتبة الحرم المكی، صفحہ ۳۶۶

۳۵......علامہ ابن عابدین کے حالات: اتحاف الاخوان، صفحہ ۷۶ تا ۷۸/ الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۴۲/ حدائق الحنفية، صفحہ ۴۹۱ تا ۴۹۲/ حلية البشر، جلد ۳، صفحہ ۱۲۳۰ تا ۱۲۳۹/ الطريقة النقشبندية، صفحہ ۱۳۰/ ابن عابدين و اثره فی الفقه الاسلامی، دو جلد، کل صفحات ۱۳۰۰/ فقيه الحنفية محمد امين عابدين، کل صفحات ۳۲/ فهرس الفهارس و الاثبات، جلد ۲، صفحہ ۸۳۹ تا ۸۴۱/ معجم المطبوعات العربية فی شبه، صفحہ ۱۴۰، ۲۶۶/ معجم المطبوعات العربية و المعربة، جلد ۱، صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۴/ معجم مؤلفی مخطوطات مكتبة الحرم المكی، صفحہ ۸۲/ معجم المؤلفين، جلد ۳، صفحہ ۱۴۵/ مفيد المفتی، صفحہ ۱۴۱، ۱۸۷، ۲۶۰

۳۶......حدائق الحنفية، صفحہ ۴۹۲/ رسائل ابن عابدین، جلد ۱، صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۰/ ابن عابدين و اثره، جلد ۱، صفحہ ۴۴۸ تا ۴۵۰، ۵۶۶ تا ۵۶۷/ فهرس المكتبة الازهرية، جلد ۲، صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۳

۳۷......شیخ عبدالرحمٰن جبرتی کے حالات: الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۳۰۴/ عجائب الآثار، جلد ۱، صفحہ ۶۲۰/ معجم المطبوعات العربية و المعربة، جلد ۱، صفحہ ۶۷۵ تا ۶۷۶/ معجم المؤلفين، جلد ۲، صفحہ ۸۶ تا ۸۷/ نزهة الفكر، جلد ۲، صفحہ ۱۳۷ تا ۱۳۹

۳۸......عجائب الآثار، جلد ۴، صفحہ ۴۰۴

۳۹......عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۴۰۴ تا ۴۰۶

۴۰......حدائق الحنفیة، صفحہ۴۸۶

۴۱......مفید المفتی، صفحہ۶۶، ۱۴۱، ۱۸۷

۴۲......عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۴۰۵ تا ۴۰۶

۴۳......الاعلام، جلد۱، صفحہ۲۴۵/حلیة البشر، جلد۱، صفحہ۲۸۲/فھرس الفھارس و الاثبات، جلد۱، صفحہ۴۶۷/معجم المطبوعات العربیة و المعربة، جلد۲، صفحہ۱۲۳۳/معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم، صفحہ۳۶۶/معجم المؤلفین، جلد۱، صفحہ۲۵۱

۴۴......مزار امام شافعی کا تعارف: چندروز مصر میں، صفحہ۱۳۱ تا ۱۴۱

۴۵......امام ابوجعفر طحاوی کے حالات پر "ابو جعفر الطحاوی و اثرہ فی الحدیث" نامی عربی کتاب حال ہی میں کراچی سے شائع ہوئی، جب کہ اردو میں مفتی عبد الرسول منصور ازہری کی مستقل کتاب مکتبہ مصباح القرآن ساہیوال نے شائع کی نیز/الحاوی فی سیرة الامام الطحاوی، کل صفحات ۴۳/الاعلام جلد۱، صفحہ۲۰۶/تاج التراجم، صفحہ۱۰۰ تا ۱۰۲/تذکرة المحدثین، صفحہ۱۵۳ تا ۱۷۰/حدائق الحنفیة، صفحہ۱۹۰ تا ۱۹۲/ضیائے حرم، شمارہ فروری ۲۰۰۳ء، صفحہ۷۳ تا ۷۷/الفوائد البھیة، صفحہ۵۹ تا ۶۳/معجم المطبوعات العربیة فی شبہ، صفحہ۲۶۱/معجم المطبوعات العربیة و المعربة، جلد۲، صفحہ۱۲۳۲ تا ۱۲۳۳/معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی، صفحہ۳۶۳/معجم المؤلفین، جلد۱، صفحہ۲۶۷/مفید المفتی، صفحہ۳۰ تا ۳۱، ۱۱۲، ۲۱۶ تا ۲۱۷

۴۶......مرأة التصانیف، جلد۱، صفحہ۳۰

۴۷......عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۴۰۵

۴۸......عجائب الآثار، جلد۴، صفحہ۴۰۴

۴۹......علامہ شہاب الدین آلوسی کے حالات: الاعلام، جلد۷، صفحہ۱۷۶ تا ۱۷۷/حلیة البشر، جلد۳، صفحہ۱۴۵۰ تا ۱۴۵۵/سفر محبت، صفحہ۲۴۸ تا ۲۴۹/عارف حکمة، صفحہ۱۳ تا ۳۰/فھرس الفھارس و الاثبات، جلد۱، صفحہ۱۳۹ تا ۱۴۱/معجم المطبوعات العربیة فی شبہ، صفحہ۱۶/معجم المطبوعات العربیة و المعربة، جلد۱، صفحہ۳ تا ۵/معجم مؤلفی مخطوطات

مکتبة الحرم المکی، صفحہ۲۲/معجم المؤلفین، جلد۳، صفحہ۸۱۵تا۸۱۶

۵۰......عارف حکمة، صفحہ۲۱۰

۵۱......ثبت نعیمی، صفحہ۱

۵۲......مولانا فقیر محمد جہلمی کے حالات: تذکرہ اکابر اہل سنت، صفحہ۳۹۱ تا ۳۹۲/تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، صفحہ۲۸۲ تا ۲۸۴/تذکرہ علمائے ہند، صفحہ۳۸۵/حدائق الحنفیة، صفحہ۲۱ تا ۲۴/مرأة التصانیف، جلد۱، صفحہ۳۰۱/نزھة الخواطر، صفحہ۱۳۲۸

۵۳......حدائق الحنفیة، صفحہ۴۸۶

۵۴......شیخ عبدالرزق بیطار کے حالات: الاعلام الشرقیة، جلد۱، صفحہ۳۳۰/الاعلام، جلد۳، صفحہ۳۵۱/تاریخ علماء دمشق، جلد۱، صفحہ۳۴۰ تا ۳۴۳/حلیة البشر، جلد۱، صفحہ۳ تا۹، جلد۲، صفحہ۱۰۰۷/معجم المؤلفین، جلد۲، صفحہ۱۳۹/نزھة الفکر، جلد۲، صفحہ۱۴۹تا۱۵۶

۵۵......حلیة البشر، جلد۱، صفحہ۲۸۱

۵۶......حلیة البشر، جلد۱، صفحہ۵۳۸

۵۷......مولانا عبدالاوّل جونپوری کے حالات: معجم المطبوعات العربیة فی شبه، صفحہ۲۷۳تا۲۷۵/مفید المفتی، مقدمہ/نشر المأثر، صفحہ۳۰/نزھة الخواطر، صفحہ۱۲۵۷تا۱۲۵۸

۵۸......مفید المفتی، صفحہ۱۸۷

۵۹......مفید المفتی، صفحہ۶۵

۶۰......مفید المفتی، صفحہ۱۴۱

۶۱......شیخ ابراہیم چلپی کے حالات: حلیة البشر، جلد۱، صفحہ۳۸/عجائب الآثار، جلد۲، صفحہ۳۲۷

۶۲......شیخ احمد عارف حکمت کے حالات: الاعلام، جلد۱، صفحہ۱۴۱/حلیة البشر، جلد۱، صفحہ۱۴۱تا۱۴۶/عارف حکمة، کل صفحات ۲۴۷/فھرست المخطوطات دار الکتب المصریة، مصطلح، جلد۱، صفحہ۴۸، ۲۳۶/فھرس الفھارس و الاثبات، جلد۲، صفحہ۲۲۷تا ۲۲۴/معجم المؤلفین، جلد۱، صفحہ۱۶۰/نزھة الفکر، جلد۱، صفحہ۹۴تا۹۷

۶۳......سلطان عبدالمجید خان عثمانی اپنے والد کے بعد ۱۲۵۵ھ سے اپنی وفات تک خلیفہ رہے، آپ کے حالات، حلیة البشر، جلد۲، صفحہ۱۰۳۰تا۱۰۳۶

۶۴ ......عباس اول پاشا اپنے چچا کے بعد ۱۲۶۴ھ سے اپنی وفات تک مصر کے حکمران رہے، آپ کے حالات، الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۲۶۱

۶۵ ......شیخ احمد تمیمی داری کے حالات: اتحاف الاخوان ،صفحہ ۴۱/ حلیۃ البشر ، جلد ۱، صفحہ ۵۹۴، ۵۹۶/ فھرس دار الکتب المصریۃ، جلد ۱، صفحہ ۴۲۴، ۴۶۹/ فھرس المکتبۃ الازھریۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۶۸، ۲۸۸/ معجم المطبوعات العربیۃ و المعربۃ ، جلد ۱، صفحہ ۶۴۲/ معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۲۵۵/ نزھۃ الفکر ، جلد ۱، صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۰، ۲۴۰

۶۶ ......شیخ سید حسین دجانی کے حالات: الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۲۳۹/ حلیۃ البشر ، جلد ۱، صفحہ ۵۳۷ تا ۵۴۴/ معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۶۱۱ تا ۶۱۲/ مکہ مکرمہ کے کتبی علماء، صفحہ ۲۵

۶۷ ......شیخ عبدالمولیٰ دمیاطی کے حالات: التعلیقات السنیۃ ،صفحہ ۳۱/ حدائق الحنفیۃ ، صفحہ ۴۸۸/ ابن عابدین و اثرہ ، جلد ۱، صفحہ ۶۵۲ تا ۶۵۳/ فھرس الفھارس و الاثبات ، جلد ۱، صفحہ ۴۶۸، ۵۳۹/ فھرس المکتبۃ الازھریۃ ، جلد ۲، صفحہ ۱۲۲/ الامام محمد عابد السندی ، صفحہ ۳۹۰ تا ۳۹۱/ معجم المؤلفین، جلد ۲، صفحہ ۳۲۶/ نزھۃ الفکر ، جلد ۲، صفحہ ۹۱ تا ۹۳

۶۸ ......شیخ عثمان دمیاطی کے حالات: اعلام المکیین ، جلد ۱، صفحہ ۴۳۱/ فھرس الفھارس و الاثبات ، جلد ۲، صفحہ ۷۷۶ تا ۷۷۷/ مختصر نشر النور ،صفحہ ۳۳۶ تا ۳۳۷/ نزھۃ الفکر ، جلد ۲، صفحہ ۲۳۱/ نظم الدرر ، صفحہ ۱۳۸

۶۹ ......شیخ سید محمد بن حسین کتبی کے سوانحی ماخذ، حاشیہ نمبر ۱۱۰ کے تحت درج ہیں۔

۷۰ ......معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی، صفحہ ۴۲۱

۷۱ ......نشر المآثر، صفحہ ۱۴ تا ۱۵

۷۲ ......شیخ محمد بن صالح البناء کے حالات: فھرست المخطوطات دار الکتب المصریۃ، مصطلح، جلد ۱، صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۱/ فھرس الفھارس و الاثبات، جلد ۱، صفحہ ۱۳۶، ۱۶۲، ۴۶۷، ۴۸۱

۷۳ ......فھرس دار الکتب المصریۃ، جلد ۱، صفحہ ۴۱۵ تا ۴۱۶، ضمیمہ ۵۴/ فھرس المکتبۃ الازھریۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۱/ معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ، صفحہ ۱۳۹، ۲۶۱/ معجم المطبوعات العربیۃ و المعربۃ ، جلد ۲، صفحہ ۱۲۳۴/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی، صفحہ ۳۶۶

۷۴......فهرس دار الکتب المصریة،جلد۱،صفحہ۴۱۶،ضمیمہ۵۴/فهرس المکتبة الازهریة،جلد۲،صفحہ۱۴۱تا۱۴۲،۲۶۶،۲۶۷/معجم المطبوعات العربية و المعربة، جلد۱،صفحہ۱۱۱۸،جلد۲،صفحہ۱۲۳۴

۷۵......فهرست المخطوطات دار الکتب المصرية، مصطلح،جلد۱،صفحہ۲۴۰تا ۲۴۱/فهرس المکتبة الازهرية،جلد۱،صفحہ۳۲۲

۷۶......فهرس دار الکتب المصرية،جلد۱،صفحہ۴۳۳/فهرس المکتبة الازهرية، جلد۲،صفحہ۲۴۴

۷۷......علامہ خطیب تمرتاشی کے حالات:الاعلام،جلد۶،صفحہ۲۳۹تا۲۴۰/حدائق الحنفية،صفحہ۴۱۷تا۴۱۸/طرب الاماثل،صفحہ۵۶۲تا۵۶۳/ابن عابدين و اثره،جلد۱، صفحہ۶۳۷تا۶۴۳/فهرست المخطوطات دار الکتب المصرية،جلد۱،صفحہ۱۸۷/ فهرس مخطوطات مکتبة مکة المکرمة،صفحہ۱۴۲تا۱۴۳،۲۰۵تا۲۰۶،۲۴۴/فهرس المکتبة الازهرية،جلد۲،صفحہ۱۲۴تا۱۲۵،۲۱۶،۲۲۴/الامام محمد عابد السندی، صفحہ۳۷۷تا۳۸۱/معارف رضا،شمارہ فروری ۲۰۰۰ء،صفحہ۹تا۱۰/معجم المطبوعات العربية و المعربة،جلد۱،صفحہ۶۴۱تا۶۴۲/معجم مؤلفی مخطوطات الحرم المکی،صفحہ۲۱۶/ معجم المؤلفين،جلد۳،صفحہ۴۲۷تا۴۲۸/مفيد المفتی،صفحہ۵۵تا۵۶،۱۳۳،۱۷۳تا۱۷۴

۷۸......علامہ علاء الدین حصکفی کے حالات:الاعلام،جلد۶،صفحہ۲۹۴/حدائق الحنفيه،صفحہ۴۴۱تا۴۴۲/حلية البشر،جلد۱،صفحہ۱۵۷تا۱۵۹/طرب الاماثل،صفحہ۵۶۴تا ۵۶۶/ ابن عابدين و اثره،جلد۱،صفحہ۶۴۵تا۶۵۸/فهرست المخطوطات دار الکتب المصرية،جلد۱،صفحہ۶۴تا۶۵،۳۰۵،۳۰۶،جلد۲،صفحہ۲۲۶/فهرس الفهارس و الاثبات، جلد۱،صفحہ۳۴۷/فهرس مخطوطات مکتبة مکة المکرمة،صفحہ۱۲۴،۱۶۳/الامام محمد عابد السندی،صفحہ۳۸۱تا۴۰۰/مرأة التصانيف،جلد۱،صفحہ۶۱/معجم المطبوعات العربية فی شبه،صفحہ۱۳۸تا۱۴۰/معجم المطبوعات العربية و المعربة، جلد۱،صفحہ۷۷۸تا۷۷۹/معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی،صفحہ۲۴۲/ معجم المؤلفين،جلد۳،صفحہ۵۴۳تا۵۴۴/مفيد المفتی،صفحہ۶۲تا۶۳،۱۸۶تا۱۸۷

۷۹......شیخ ابراہیم حلبی کے حالات: الاعلام، جلد۱، صفحہ۴۷/ حدائق الحنفیة، صفحہ۴۶۹/ سلک الدرر، جلد۱، صفحہ۴۶ تا ۴۸/ ابن عابدین و اثرہ، جلد۱، صفحہ۶۴۹ تا ۶۵۰/ فہرس دار الکتب المصریة، جلد۱، صفحہ۴۰۸/ فہرس المکتبة الازہریة، جلد۲، صفحہ۱۱۶ تا ۱۱۷/ الامام محمد عابد السندی، صفحہ۳۸۵/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی، صفحہ۲۴۷/ معجم المؤلفین، جلد۱، صفحہ۷۳

۸۰......حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، صفحہ۱

۸۱......حدائق الحنفیة، صفحہ۴۸۶/ الامام محمد عابد السندی، صفحہ۳۹۰/ مفید المفتی، صفحہ۶۵ تا ۶۶، ۱۴۱

۸۲......مولانا عابد سندھی کے حالات: ابجد العلوم، صفحہ۶۶۶/ اتحاف الاخوان، صفحہ۷۵ تا ۷۶/ الاعلام، جلد۶، صفحہ۱۷۹ تا ۱۸۰/ تذکرۂ علمائے ہند، صفحہ۴۴۹/ حدائق الحنفیة، صفحہ۴۹۰ تا ۴۹۱/ سندھ کے صوفیائے نقشبند، جلد۱، صفحہ۵۵۸ تا ۵۶۱/ الطریقة النقشبندیة، صفحہ۱۴۶ تا ۱۴۷/ فہرس الفہارس و الاثبات، جلد۱، صفحہ۳۶۳ تا ۳۷۱، جلد۲، صفحہ۷۲۰ تا ۷۲۲/ الامام محمد عابد السندی، کل صفحات ۵۶۰/ معجم المطبوعات العربیة فی شبہ، صفحہ۱۴۵/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی، صفحہ۳۱۸ تا ۳۱۹/ معجم المؤلفین، جلد۳، صفحہ۳۷۵/ نزھة الخواطر، صفحہ۱۰۹۶ تا ۱۰۹۸

۸۳......الامام محمد عابد السندی، صفحہ۳۹۰، ۴۰۱

۸۴......علامہ علاء الدین ابن عابدین کے حالات: الاعلام الشرقیة، جلد۲، صفحہ۴۸۱ تا ۴۸۲/ الاعلام، جلد۶، صفحہ۲۷۰، جلد۷، صفحہ۷۵/ تاریخ علماء دمشق، جلد۱، صفحہ۶۳ تا ۶۷/ حلیة البشر، جلد۳، صفحہ۱۳۳۵ تا ۱۳۳۷/ ابن عابدین و اثرہ، جلد۲، صفحہ۶۸۸ تا ۶۹۱، ۱۱۰۳ تا ۱۱۱۰/ معجم المطبوعات العربیة و المعربة، جلد۱، صفحہ۱۵۵/ معجم المؤلفین، جلد۳، صفحہ۶۲۸

۸۵......الامام محمد عابد السندی، صفحہ۳۹۸

۸۶......مولانا محمد نعیم لکھنوی کے حالات: الاسناد الاعظم، صفحہ۲۸ تا ۳۰/ تذکرۂ علمائے ہند، صفحہ۴۸۰ تا ۴۸۱/ الدلیل المشیر، صفحہ۱۲۶/ نزھة الخواطر، صفحہ۱۳۷۵

۸۷......حدائق الحنفیة، صفحہ۴۸۶

۸۸......مفید المفتی، صفحہ ۶۵

۸۹......مفید المفتی، صفحہ ۱۴۱

۹۰......مولانا احمد رضا خان بریلوی کے حالات پر عربی و اردو میں متعدد مستقل کتب مطبوع ہیں۔ آپ کی فقہی خدمات پر دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے طالب علم علامہ مشتاق احمد شاہ بن پیر نادر شاہ نے جامعہ ازہر قاہرہ سے "الامام احمد رضا خان و اثرہ فی الفقه الحنفی" کے عنوان سے عربی مقالہ لکھ کر ۱۹۹۷ء میں ایم فل کیا، جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے ۲۰۰۵ء کو ۳۹۶ صفحات پر شائع کیا۔

۹۱......التعلیقات الرضویة علی حواشی الدر المختار للسید الطحطاوی، مولانا احمد رضا خان بریلوی، تحقیق مولانا محمد صدیق ہزاروی، طبع اول غالباً ۱۹۸۱ء، منظمہ الدعوة الاسلامیہ لاہور، صفحات ۹۶

۹۲......معارف رضا، شمارہ ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، صفحہ ۳۴ تا ۴۵

۹۳......فهرس المكتبة الازهرية، جلد ۲، صفحہ ۲۹۱

۹۴......فهرس المكتبة الازهرية، جلد ۲، صفحہ ۱۰۳

۹۵......امداد الفتاح شرح نور الایضاح و نجاة الارواح، شیخ حسن بن عمار شرنبلالی، تحقیق شیخ بشار بکری عرابی، طبع اول غالباً ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء، مطبوعہ دمشق، صفحات ۷۶۰

۹۶......شیخ سید محمد ابو سعود کے حالات: الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۲۹۶/ حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ ۲/ عجائب الآثار، جلد ۱، صفحہ ۳۵۱، جلد ۲، صفحہ ۱۲۱، ۱۴۳، ۳۹۷/ فهرس دار الكتب المصرية، جلد ۱، صفحہ ۴۵۱/ فهرس المكتبة الازهرية، جلد ۲، صفحہ ۲۰۴، ۲۰۹، ۲۲۹ تا ۲۳۰/ معجم المطبوعات العربية و المعربة، جلد ۱، صفحہ ۳۱۶/ معجم المؤلفين، جلد ۳، صفحہ ۳۱۵، ۵۲۳

۹۷......شیخ عبدالرحمٰن خلوات حلواتی کے حالات: حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ ۲/ حلية البشر، جلد ۲، صفحہ ۸۳۲/ عجائب الآثار، جلد ۲، صفحہ ۳۲۷ تا ۳۲۸

۹۸......حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ ۲

۹۹......الكتاب المستطاب المحتوی علی الاسانيد الصحيحة المعروف به

ثبت نعیمی، مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، طبع اول ۱۳۶۱ھ یا اس سے قبل شائع ہوئی، مطبع قاضی محمد شہاب الدین دکنی مراد آباد، صفحات ۲۶

۱۰۰......ثبت نعیمی، صفحہ ۱ تا ۵

۱۰۱......حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار، جلد ۱، صفحہ ۱

۱۰۲......نشر المآثر، صفحہ ۴۵، ۵۵

۱۰۳......نور الحبیب، شمارہ مارچ ۲۰۰۴ء، صفحہ ۵۱، ۵۲

۱۰۴......ثبت نعیمی، صفحہ ۲

۱۰۵......الملفوظ، جلد ۲، صفحہ ۱۴۷

۱۰۶......مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کے حالات: الإمام احمد رضا خان و اثرہ، صفحہ ۱۲۸ تا ۱۲۹/ اکابر تحریک پاکستان، صفحہ ۳۲۰ تا ۳۲۸/ تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ ۳۳۳ تا ۳۴۳/ تذکرہ علماء اہل سنت، صفحہ ۲۵۲ تا ۲۵۳/ تذکرۂ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، صفحہ ۳۵۵ تا ۳۵۶/ شجرۂ نوریہ، صفحہ ۱۸، ۲۲، ۲۶، ۳۳، ۵۱، ۵۲، ۵۵، ۶۹، ۷۰/ الشیخ محمد نور اللہ البصیرفوری، صفحہ ۱۷ تا ۱۸/ مرأة التصانیف، جلد ۱، صفحہ ۳۰۷/ الیواقیت المہریۃ، صفحہ ۷۵ تا ۷۷/ حیات صدر الافاضل (مولانا غلام معین الدین نعیمی)/ تحریک آزادئ ہند اور السواد الاعظم (پروفیسر محمد مسعود احمد)

۱۰۷......مولانا شاہ محمد گل قادری کے حالات: افکار رضا، شمارہ جنوری مارچ ۲۰۰۴ء، صفحہ ۶۸ تا ۸۱/ تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ ۳۳۳/ ثبت نعیمی، صفحہ ۱، ۲۴، ۲۵، ۲۶/ شجرۂ نوریہ، صفحہ ۱۸، ۲۲، ۲۶، ۳۳، ۷۰/ مرأة التصانیف، جلد ۱، صفحہ ۶۷/ نور الحبیب، شمارہ نومبر دسمبر ۲۰۰۳ء، ضمیمہ صفحہ ۵، شمارہ مارچ ۲۰۰۴ء، صفحہ ۵۱ تا ۶۲

۱۰۸......شیخ سید محمد مکی کتنی کے حالات: اعلام المکیین، جلد ۲، صفحہ ۹۴۷/ ثبت نعیمی، صفحہ ۱، ۶، ۲۲، ۲۴، ۲۵، ۲۶/ سیر و تراجم، حاشیہ صفحہ ۱۹۶، ۲۴۰/ شجرہ نوریہ، صفحہ ۱۸، ۲۱، ۲۶، ۳۳، ۷۰/ مختصر نشر النور، صفحہ ۴۷۷ تا ۴۷۸/ مکہ مکرمہ کے کتنی علماء، صفحہ ۳۵ تا ۳۸/ نشر الدرر، ضمیمہ صفحہ ۴، ۶/ نشر المآثر، صفحہ ۴۵، ۶۹/ نظم الدرر، صفحہ ۲۱۱

۱۰۹......شیخ سید محمد صالح کتنی کے حالات: اعلام المکیین، جلد ۲، صفحہ ۹۳۷/ تاریخ مکہ، صفحہ ۵۸۵/ ثبت نعیمی، صفحہ ۱، ۶، ۲۲، ۲۴، ۲۵/ سیر و تراجم، حاشیہ صفحہ ۲۴۰/ مختصر نشر النور،

صفحہ۴۷۶تا۴۷۷/مکہ مکرمہ کے کتبی علماء، صفحہ۳۲تا۳۵/نشر المأثر، صفحہ۱۴/نظم الدرر، صفحہ۱۴۸

۱۱۰......شیخ سید محمد بن حسین کتبی کے حالات:اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ۷۹۲/اھل الحجاز، صفحہ۳۱۸/ثبت نعیمی، صفحہ۱، ۶، ۲۲، ۲۴، ۲۵/سیر وتراجم، حاشیہ صفحہ۲۴۰/فھرس الفھارس و الاثبات، جلد۱، صفحہ۴۸۱/مختصر نشر النور، صفحہ۴۷۵تا۴۷۶/معجم المطبوعات العربیة و المعربة، جلد۱، حاشیہ صفحہ۳۷۶/مکہ مکرمہ کے کتبی علماء، صفحہ۱۰تا۳۲/نثر الدرر، صفحہ۱۰/نزھة الفکر، جلد۱، صفحہ۱۷۴تا۱۸۱، ۲۹۰، ۲۹۵، ۳۲۰/نشر الریاحین، جلد۱، صفحہ۱۴۰تا۱۴۲، جلد۲، صفحہ۵۸۹تا۵۹۰

۱۱۱......علامہ سید احمد طحطاوی کے دست یاب حالات اسی تحریر کے گزشتہ صفحات پر پیش کیے گئے۔

۱۱۲......شیخ محمد حریری کے حالات:ثبت نعیمی، صفحہ۳/سلک الدرر، جلد۳، صفحہ۲۰۴/عجائب الآثار، جلد۳، صفحہ۵۶۴تا۵۶۶، جلد۴، صفحہ۱۷۱

۱۱۳......شیخ حسن مقدسی کے حالات:عجائب الآثار، جلد۱، صفحہ۲۹۵تا۲۹۶، جلد۴، صفحہ۴۰/معجم المؤلفین، جلد۱، صفحہ۵۹۵

۱۱۴......شیخ علیم الدین منصوری کے حالات:سلک الدرر، جلد۲، صفحہ۲۰۷/عجائب الآثار، جلد۱، صفحہ۳۲۱تا۳۲۲/فھرس دارالکتب المصریة، جلد۱، صفحہ۴۱۶/فھرس المکتبة الازھریة، جلد۲، صفحہ۱۴۶

۱۱۵......شیخ عبدالحی شرنبلالی کے حالات:عجائب الآثار، جلد۱، صفحہ۱۲۹/فھرست المخطوطات دارالکتب المصریة، مصطلح، جلد۱، صفحہ۵۶/فھرس المکتبة الازھریة، جلد۲، صفحہ۱۱۸

۱۱۶......شیخ حسن بن عمار شرنبلالی کے حالات:الاعلام، جلد۲، صفحہ۲۰۸/امداد الفتاح، صفحہ۱۳تا۱۴/التعلیقات السنیة، صفحہ۱۰۰تا۱۰۱/حدائق الحنفیة، صفحہ۴۳۵تا۴۳۶/طرب الاماثل، صفحہ۴۶۶تا۴۶۹/فھرست المخطوطات دارالکتب المصریة، جلد۱، صفحہ۵۲، ۷۹، ۱۹۳، جلد۲، صفحہ۱۵۵، جلد۳، صفحہ۴۴تا۴۵/فھرس مخطوطات مکتبة مکة المکرمة، صفحہ۱۰۹، ۲۳۵/فھرس المکتبة الازھریة، جلد۱، صفحہ۱۶۸، جلد۲، صفحہ۶۲، ۱۰۳تا۱۰۴، ۱۱۸تا ۱۲۰، ۱۲۷، ۲۱۱تا۲۱۲، ۲۲۶، ۲۳۹، ۲۶۵، ۲۶۸تا۲۶۹، ۲۹۱، ۲۹۲تا/مرأة التصانیف، جلد۱،

صفحہ٦٥/معجم المطبوعات العربية و المعربة ،جلد١،صفحہ١١١٧تا١١١٨/معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی،صفحہ٣٣٤تا٣٣٦/معجم المؤلفین ،جلد١، صفحہ٥٧٥/مفید المفتی،صفحہ١٨٧، ١٨٩، ١٩٩، ٢٢٠تا٢٢١، ٢٢٤تا٢٢٥

١١٧......شیخ ابن غانم مقدسی کے حالات:الاعلام،جلد٥،صفحہ١٢/فهرست المخطوطات دار الکتب المصرية،جلد١،صفحہ٤١٨/فهرس دار الکتب المصرية ، جلد١،صفحہ٤٢٢، ٤٢٤، ٤٧١/فهرس الفهارس و الاثبات ،جلد٢،صفحہ٨٩٢تا٨٩٣/فهرس المکتبة الازهرية ،جلد٢،صفحہ١٠٥، ١٥٩، ٢٧٧، ٢٩٣/معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی،صفحہ٩٩/معجم المؤلفین،جلد٢،صفحہ٥٠٢تا٥٠٣

١١٨......علامہ ابن شلبی کے حالات:الاعلام،جلد١،صفحہ٢٧٦/فهرست المخطوطات دار الکتب المصرية،جلد١،صفحہ٢٤١/فهرس دار الکتب المصرية،جلد١،صفحہ٤١٥، ٤٤٧/ فهرس المکتبة الازهرية،جلد٢،صفحہ١٣٩، ٢١٣، ٢٣٣/مفید المفتی،صفحہ٢٣١تا٢٣٢

معلوم رہے آپ کے پوتا شیخ احمد بن محمد بن احمد بن یونس بن شلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات١٠٢١ھ/١٦١٢ء) بھی فقیہ حنفی و صاحب تصانیف تھے۔ دونوں کے نام و لقب اور دیگر مشترکہ اوصاف کے باعث صاحب معجم المؤلفین نے جلد١،صفحہ٢٥٠پر انہیں ایک ہی شخصیت خیال کرکے ان کے حالات گڈمڈ کردیے ہیں۔

١١٩......امام عبد البر ابن شحنہ کے حالات:الاعلام،جلد٣،صفحہ٢٧٣/حدائق الحنفية ، صفحہ٣٨٦تا٣٨٧/فهرست المخطوطات دار الکتب المصرية ،جلد١،صفحہ٣٣٨/ فهرس دار الکتب المصرية ،جلد١،صفحہ٤٥٣/فهرس المکتبة الازهرية ،جلد٢،صفحہ١٢٣، ١٥٨/معجم المطبوعات العربية و المعربة ،جلد١،صفحہ١٣٧تا١٣٨/معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی ،صفحہ٧٥/معجم المؤلفین ،جلد٢،صفحہ٤٥تا٤٦/مفید المفتی،صفحہ١٥٩، ١٨٩تا١٩٠، ٢٠٨، ٢٢٤

١٢٠......امام ابن ہمام کے حالات:الاعلام،جلد٦،صفحہ٢٥٥/حدائق الحنفية،صفحہ٣٥٠تا ٣٥١/فهرس دار الکتب المصرية ،جلد١،صفحہ٤٠١، ٤٥١/فهرس المکتبة الازهرية،جلد٢، صفحہ٢٢٧تا٢٢٩/الفوائد البهية ،صفحہ٢٩٦تا٢٩٨/معجم المطبوعات العربية فی شبه ،

صفحہ۴۶۸، ۵۱۳/معجم المطبوعات العربیۃ و المعربۃ ،جلد۱،صفحہ۲۷۸تا۲۷۹/معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی ،صفحہ۱۳۴تا۱۳۵/معجم المؤلفین،جلد۳، صفحہ۴۶۹تا۴۷۰/مفید المفتی،صفحہ۵۶تا۵۷، ۱۲۹، ۱۹۳تا۱۹۴، ۲۴۵تا۲۴۶

۱۲۱......قاری الھدایہ کے حالات:الاعلام،جلد۵،صفحہ۵۷/التعلیقات السنیۃ، صفحہ۲۹۷/حدائق الحنفیۃ ،صفحہ۳۴۱/فھرست المخطوطات دار الکتب المصریۃ، جلد۱،صفحہ۴۸/فھرس دار الکتب المصریۃ،جلد۱،صفحہ۴۰۱/فھرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ ،صفحہ۲۰۳تا۲۰۴/فھرس المکتبۃ الازھریۃ ،جلد۲،صفحہ۹۸، ۱۲۷/معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی ،صفحہ۴۰۱/معجم المؤلفین ،جلد۲،صفحہ۵۶۸/ مفید المفتی،صفحہ۱۲۷، ۲۴۸، ۲۵۶تا۲۵۷

۱۲۲......شیخ علاء الدین سیرانی کے حالات:حدائق الحنفیۃ ،صفحہ۳۲۵/الفوائد البھیۃ، صفحہ۲۳۵/مفید المفتی،صفحہ۱۲۶

۱۲۳......شیخ جلال الدین خبازی کے حالات:الاعلام،جلد۵،صفحہ۶۳/تاج التراجم ، صفحہ۲۲۰تا۲۲۱/حدائق الحنفیۃ ،صفحہ۲۹۱/فھرس المکتبۃ الازھریۃ ،جلد۲،صفحہ۸۹/ الفوائد البھیۃ،صفحہ۲۴۵/معجم المؤلفین،جلد۲،صفحہ۵۷۶تا۵۷۷

۱۲۴......شیخ علاء الدین عبدالعزیز بخاری کے حالات:الاعلام،جلد۴،صفحہ۱۳تا۱۴/تاج التراجم ،صفحہ۱۸۸تا۱۸۹/حدائق الحنفیۃ،صفحہ۳۰۶تا۳۰۷/فھرست المخطوطات دار الکتب المصریۃ ،مصطلح،جلد۱،صفحہ۲۸۹/فھرس مخطوطات مکتبۃ المکۃ المکرمۃ،صفحہ۱۳۷/الفوائد البھیۃ،صفحہ۱۶۱تا۱۶۲/معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ ،صفحہ۲۸۸تا۲۸۹/معجم المطبوعات العربیۃ و المعربۃ،جلد۱،صفحہ۵۳۷تا۵۳۸/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی ،صفحہ۱۸۷/معجم المؤلفین ،جلد۲، صفحہ۱۵۷تا۱۵۸

۱۲۵......امام حافظ الدین نسفی کے حالات:ابجد العلوم ،صفحہ۲۳۵/الاعلام،جلد۴، صفحہ۶۷تا۶۸/تاج التراجم،صفحہ۱۷۴تا۱۷۵/حدائق الحنفیۃ،صفحہ۳۰۰تا۳۰۱/فھرست المخطوطات دار الکتب المصریۃ ،جلد۲،صفحہ۲۶۶،جلد۳،صفحہ۱۰۸/فھرس مخطوطات

مکتبة مکة المکرمة، صفحہ۲۲۲، ۲۲۶، ۲۴۳/ فهرس المکتبة الازهرية، جلد۲، صفحہ۲۴۵ تا ۲۴۸/ الفوائد البهية، صفحہ۱۷۲ تا ۱۷۴/ مرأة التصانيف، جلد۱، صفحہ۱۳، ۶۵/ معجم المطبوعات العربية فی شبه، صفحہ۴۲۸، ۴۹۷ تا ۵۰۱/ معجم المطبوعات العربية و المعربة، جلد۲، صفحہ۱۸۵۲ تا ۱۸۵۴/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی، صفحہ۴۹۱ تا ۴۹۲/ معجم المؤلفين، جلد۲، صفحہ۲۲۸/ مفيد المفتی، صفحہ۱۲۴ تا ۱۲۵، ۲۰۷ تا ۲۰۹

۱۲۶...... شمس الائمہ کردری کے حالات: الاعلام، جلد۷، صفحہ۲۸/ تاج التراجم، صفحہ۲۶۷ تا ۲۶۸/ حدائق الحنفية، صفحہ۲۷۹/ فهرست المخطوطات دار الکتب المصرية، جلد۱، صفحہ۳۴۸/ الفوائد البهية، صفحہ۱۷۶ تا ۱۷۷/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی، صفحہ۴۲۲/ معجم المؤلفين، جلد۳، صفحہ۴۱۰، ۶۵۲/ مفيد المفتی، صفحہ۱۲۳

۱۲۷...... علامہ برہان الدین مرغینانی کے حالات پر پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد طاہر القادری کی مختصر اردو کتاب مطبوع ہے، نیز/ الاعلام، جلد۴، صفحہ۲۶۶/ تاج التراجم، صفحہ۲۰۶ تا ۲۰۷/ حدائق الحنفية، صفحہ۲۵۹ تا ۲۶۱/ فهرست المخطوطات دار الکتب المصرية، جلد۳، صفحہ۲۶/ فهرس دار الکتب المصرية، جلد۱، صفحہ۴۰۵، ۴۰۷، ۴۵۷، ۴۶۱، ۴۶۴، ۴۷۱ تا ۴۷۲/ فهرس مخطوطات مکتبة مکة المکرمة، صفحہ۲۵۴/ فهرس المکتبة الازهرية، جلد۲، صفحہ۱۱۰، ۱۱۴ تا ۱۱۵، ۱۳۸، ۱۴۳، ۲۴۵، ۲۵۷، ۲۷۳، ۲۹۳ تا ۲۹۶/ الفوائد البهية، صفحہ۲۳۰ تا ۲۳۴/ مرأة التصانيف، جلد۱، صفحہ۶۵، ۲، ۷۲، ۲۲۷/ معجم المطبوعات العربية فی شبه، صفحہ۴۶۷ تا ۴۶۹/ معجم المطبوعات العربية و المعربة، جلد۲، صفحہ۱۷۳۹ تا ۱۷۴۰/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی، صفحہ۴۵۱/ معجم المؤلفين، جلد۲، صفحہ۴۱۱/ مفيد المفتی، صفحہ۴۹ تا ۵۰، ۱۲۲، ۱۶۸ تا ۱۶۹، ۱۹۸، ۲۰۱، ۲۱۱، ۲۴۰ تا ۲۴۹

۱۲۸...... فخر الاسلام بزدوی کے حالات: ابجد العلوم، صفحہ۶۳۴/ الاعلام، جلد۴، صفحہ۳۲۸/ تاج التراجم، صفحہ۲۰۵ تا ۲۰۶/ حدائق الحنفية، صفحہ۲۲۸ تا ۲۲۹/ فهرس دار الکتب المصرية، جلد۱، صفحہ۳۷۸/ فهرس مخطوطات مکتبة مکة المکرمة، صفحہ۱۰۲/ فهرس المکتبة الازهرية، جلد۲، صفحہ۴، ۸۹/ الفوائد البهية، صفحہ۲۰۹ تا ۲۱۱/ القند، صفحہ۴۵۵ تا ۵۵۵/ معجم المطبوعات العربية فی شبه، صفحہ۶۰/ معجم

المطبوعات العربية و المعربة ،جلد۱،صفحہ۵۵۴/معجم المؤلفین ،جلد۲،صفحہ۵۰۱/مفید المفتی،صفحہ۴۳،۱۱۸،۲۱۴

۱۲۹......علامہ سرخسی کے حالات: ابجد العلوم،صفحہ۶۳۴/الاعلام،جلد۵،صفحہ۳۱۵/تاج التراجم،صفحہ۲۳۴تا۲۳۵/حدائق الحنفیة ،صفحہ۲۳۱تا۲۳۳/الفوائد البهیة ،صفحہ۲۶۱تا ۲۶۲/معجم المطبوعات العربية فی شبه،صفحہ۱۸۸تا۱۸۹/معجم المطبوعات العربية و المعربة،جلد۱،صفحہ۱۰۱۶/معجم مؤلفی مخطوطات مكتبة الحرم المكی ،صفحہ۳۰۶/ معجم المؤلفین،جلد۳،صفحہ۵۲،۳۳۶/مفید المفتی،صفحہ۴۴تا۴۶،۱۱۸،۲۱۳تا۲۱۴

۱۳۰......شمس الائمہ حلوانی کے حالات:الاعلام،جلد۴،صفحہ۱۳/تاج التراجم ،صفحہ۱۸۹تا ۱۹۰/حدائق الحنفیة،صفحہ۲۲۱/الفوائد البهیة،صفحہ۱۶۲تا۱۶۵/القند،صفحہ۴۲۷تا۴۲۸/ معجم مؤلفی مخطوطات مكتبة الحرم المكی ،صفحہ۲۴۸/معجم المؤلفین،جلد۲، صفحہ۱۵۸/مفید المفتی،صفحہ۴۱تا۴۳،۱۱۷،۱۵۴،۲۱۳،۲۶۱

۱۳۱......قاضی ابوعلی نسفی کے حالات:الاعلام،جلد۲،صفحہ۲۳۷/حدائق الحنفیة ، صفحہ۲۱۵تا۲۱۶/الفوائد البهیة،صفحہ۱۱۳تا۱۱۴/معجم المؤلفین،جلد۱،صفحہ۶۰۹

۱۳۲......شیخ ابوبکر فضلی کماری بخاری کے حالات:حدائق الحنفیة ،صفحہ۲۰۴تا۲۰۶/ الفوائد البهیة ،صفحہ۳۰۳تا۳۰۴/معجم المؤلفین ،جلد۳،صفحہ۵۸۸/مفید المفتی ، صفحہ۲۵۰،۲۶۵

۱۳۳......استاد عبداللہ سبذمونی کے حالات:الاعلام،جلد۴،صفحہ۱۲۰/تاج التراجم ، صفحہ۱۷۵تا۱۷۶/حدائق الحنفیة،صفحہ۱۹۷/الفوائد البهیة ،صفحہ۱۷۷تا۱۷۹/القند، صفحہ۳۱۹تا۳۲۰/مفید المفتی،صفحہ۳۶،۱۱۳تا۱۱۴

۱۳۴......امام ابوحفص صغیر کے حالات:حدائق الحنفیة،صفحہ۱۸۲/الفوائد البهیة ، صفحہ۳۹تا۴۰/معجم المؤلفین،جلد۳،صفحہ۶۱/مفید المفتی،صفحہ۲۷

۱۳۵......امام ابوحفص کبیر کے حالات: تاج التراجم ،صفحہ۹۴/حدائق الحنفیة، صفحہ۱۶۹تا۱۷۱/الفوائد البهیة،صفحہ۳۹تا۴۰/مفید المفتی،صفحہ۲۵تا۲۶

۱۳۶......امام شیبانی کے حالات:ابجد العلوم،صفحہ۷۱۹/الاعلام،جلد۶،صفحہ۸۰/بلوغ الامانی،

کل صفحات ۸۷/تاج التراجم ،صفحہ ۲۳۷ تا ۲۴۰/تذکرۃ المحدثین ،صفحہ ۱۳۸ تا ۱۵۲/ حدائق الحنفیۃ ،صفحہ ۱۵۲ تا ۱۵۵/الدلیل المشیر ،صفحہ ۵۸۰ تا ۵۸۱، ۶۱۱/الفوائد البھیۃ، صفحہ ۲۶۸ تا ۲۷۰/الامام محمد بن الحسن الشیبانی ،کل صفحات ۴۰۳/مرأۃ التصانیف ،جلد ۱، صفحہ ۲۲۹، ۲۳۰/معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ ،صفحہ ۲۳۸ تا ۲۴۰/ معجم المطبوعات العربیۃ و المعربۃ ،جلد ۲، صفحہ ۱۱۶۲ تا ۱۱۶۳/معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی ،صفحہ ۳۴۴ تا ۳۴۵/معجم المؤلفین ،جلد ۳، صفحہ ۲۲۹/مفید المفتی صفحہ ۲۱ تا ۲۳، ۱۵۴ تا ۱۵۷، ۱۷۴ تا ۱۸۰، ۱۹۱، ۱۹۲ تا ۱۹۳، ۱۹۴ تا ۱۹۵، ۲۱۱، ۲۱۳، ۲۳۱، ۲۳۷

۱۳۷......امام اعظم کے حالات پر مختلف زبانوں میں متعدد مستقل کتب لکھی گئیں۔اردو کتب میں سے دو بطور خاص قابل ذکر ہیں، ایک مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ''سوانح امام اعظم ابوحنیفہ'' اور دوسری مولانا محمد شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ''فقہ الفقیہ''، یہ دونوں چار چار سو صفحات پر لاہور سے شائع ہوئیں۔علاوہ ازیں حدائق الحنفیۃ کا مقدمہ صفحہ ۳۰ تا ۱۳۳ بھی اہم ہے، جب کہ فقہ حنفی کے عمومی تعارف پر تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ''مفید المفتی'' اہمیت رکھتی ہے۔

۱۳۸......امام حماد بن ابی سلیمان کے حالات: تھذیب التھذیب ،جلد ۳، صفحہ ۱۶ تا ۱۸/ابن عابدین و اثرہ، جلد ۲، صفحہ ۱۰۷۶

۱۳۹......حضرت ابراہیم نخعی کے حالات: الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۸۰/تھذیب التھذیب، جلد ۱، صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۹/ابن عابدین و اثرہ ،جلد ۲، صفحہ ۱۰۷۴ تا ۱۰۷۵/الامام محمد بن حسن الشیبانی، صفحہ ۴۰ تا ۴۱

۱۴۰......حضرت علقمہ نخعی کے حالات: الاعلام، جلد ۴، صفحہ ۲۴۸/تھذیب التھذیب، جلد ۷، صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۸/سنت خیر الانام، صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۳

۱۴۱......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حالات: الاعلام، جلد ۴، صفحہ ۱۳۷/ابن عابدین و اثرہ، جلد ۲، صفحہ ۱۰۷۳ تا ۱۰۷۴/الامام محمد بن حسن شیبانی، صفحہ ۳۰ تا ۳۵

۱۴۲......خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت پر دنیا کی مختلف زبانوں میں لاتعداد مستقل کتب لکھی گئیں۔اردو میں چند اہم مطبوعہ کتب حسب ذیل ہیں، قاضی عیاض اندلسی کی ''الشفاء

بتعریف حقوق المصطفیٰ''،جس کے تین سے زائد تراجم شائع ہوئے،علامہ ابن جوزی کی ''الوفاء فی فضائل المصطفیٰ''،ترجمہ از مولانا محمد اشرف سیالوی،علامہ قسطلانی کی ''المواھب اللدنیة''،ترجمہ از مولانا محمد صدیق ہزاروی،شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی کی ''مدارج النبوة''،ترجمہ از مولانا شمس الحسن شمس بریلوی،علامہ نبہانی کی ''جواھر البحار فی فضائل النبی المختار''،ترجمہ از مولانا غلام رسول رضوی و مولانا محمد صادق علوی،شیخ سید محمد بن علوی مالکی کی ''الذخائر المحمدیة''،ترجمہ از مفتی محمد خان قادری،مفتی عنایت احمد کاکوری کی ''تواریخ حبیب الٰہ''،مولانا احمد رضا خان بریلوی کی ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین''، مولانا نور بخش توکلی کی ''سیرت رسول عربی''،مولانا احمد یار خان نعیمی کی ''شان حبیب الرحمن من آیات القرآن''،مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری کی ''ضیاء النبی''،علاوہ ازیں پروفیسر شیخ محمد ابوزہرہ مصری کی ''خاتم النبیین''جس کا ترجمہ پروفیسر ڈاکٹر مولانا نور احمد شاہتاز کر رہے ہیں۔

۱۴۳......فرشتوں پر ایمان اور ان کی حقیقت پر عربی زبان میں متعدد مستقل کتب لکھی گئیں۔ تین اہم کے نام یہ ہیں،علامہ جلال الدین سیوطی کی ''الحبائک فی اخبار الملائک''، مطبوعہ مصر ۱۹۶۴ء،شیخ سید عبداللہ سراج الدین حلبی کی ''الایمان بالملائکة علیھم السلام''،مطبوعہ شام،شیخ عبدالرحمٰن یوسف حسین کی ''فیض الالٰہ العلام فی التعریف باحوال الملائکة الکرام''،مطبوعہ مصر ۱۹۹۵ء

۱۴۴......اسلام کا تصور الٰہ،خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ پر نازل شدہ کتاب اللہ،قرآن مجید میں بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور تفسیر ضیاء القرآن میں یہ سہولت میسر ہے کہ اس کی ہر جلد کے آخر میں دیگر موضوعات کے علاوہ اللہ جل مجدہ اور صفات الٰہی پر مبنی قرآن مجید کی جملہ سورتوں و آیات کی اردو فہرست یک جا دے دی گئی ہے۔یہاں پر فقط ایک سورت کا ترجمہ پیش ہے:

''(اے حبیب!) فرما دیجیے وہ اللہ یک تا ہے،اللہ صمد ہے،نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ ہی اس کا کوئی ہم سر ہے''۔۔۔۔

قرآن مجید،پارہ ۳۰،سورۃ الاخلاص کا ترجمہ،''ضیاء القرآن''،جلد ۵،صفحہ ۷۱۵،۷۱۷

❁❁❁❁

فہرست مآخذ ومراجع

عربی کتب

۱......ابجد العلوم، نواب صدیق حسن خان بھوپالی، طبع اول ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء، دار ابن حزم بیروت

۲......اتحاف الاخوان باختصار مطمح الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان، شیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء، دار البصائر دمشق

۳......الامام احمد رضا خان و اثرہ فی الفقه الحنفی، مولانا مشتاق احمد شاہ، مقالہ برائے ایم فل ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، ازہر یونیورسٹی قاہرہ، کمپوز شدہ کا عکس

۴......الاسناد الاعظم باعلیٰ سند یوجد فی العالم، مولانا محمد اعظم حسین خیر آبادی، سن اشاعت درج نہیں، طبع قدیم، مطبع مجتبائی لکھنؤ

۵......اعلام المکیین من القرن التاسع الی القرن الرابع عشر الهجری، شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن معلمی، طبع اول ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، الفرقان اسلامک ہریٹیج فاؤنڈیشن لندن

۶......الاعلام الشرقیة فی المائة الرابعة عشر الهجریة، شیخ محمد زکی بن محمد مجاہد، طبع

دوم۱۹۹۴ء، دار الغرب الاسلامی، بیروت

۷......الاعلام، قاموس تراجم لأشهر الرجال و النساء من العرب و المستعربين و المستشرقين، خیر الدین محمود زرکلی، طبع ششم ۱۹۸۴ء، دار العلم للملایین بیروت

۸......امداد الفتاح شرح نور الايضاح و نجاة الارواح، شیخ حسن بن عمار شرنبلالی، تحقیق شیخ بشار بکری عرابی، طبع اول ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء، دمشق

۹......اهل الحجاز بعبقهم التاريخي، حسن عبدالحی قزاز، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، مطابع المدینۃ، جدہ

۱۰......بلوغ الامانی فی سيرة الامام محمد بن حسن الشيبانی، شیخ محمد زاہد بن حسن کوثری، طبع اول ۱۳۵۵ھ، مکتبہ خانجی قاہرہ

۱۱......تاج التراجم، شيخ ابو الفداء زين الدين قاسم بن قُطلُوبُغا، تحقیق محمد خیر رمضان یوسف، طبع اول ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء، دار القلم دمشق

۱۲......تاريخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الهجری، شیخ محمد مطیع الحافظ و شیخ نزار اباظہ، جلد اول و دوم، طبع اول ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، جلد سوم، طبع اول ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء، دار الفکر دمشق

۱۳......تاریخ مکہ، احمد سباعی، طبع چہارم ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء، نادی مکۃ الثقافی مکہ مکرمہ

۱۴......التعليقات الرضوية على حواشی الدر المختار للسيد الطحطاوی، مولانا احمد رضا خان بریلوی، تحقیق مولانا محمد صدیق ہزاروی، غالباً ۱۹۸۱ء میں طبع کی گئی، منظمۃ الدعوۃ الاسلامیۃ لاہور

۱۵......التعليقات السَّنِيَّة على الفوائد البهية، مولانا محمد عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی، تحقیق احمد زعبی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء، شرکۃ دار الارقم بیروت، ''الفوائد البهية'' کے حاشیہ پر مطبوع ہے۔

۱۶......تهذيب التهذيب، شیخ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، سن اشاعت درج نہیں، دار صادر بیروت

۱۷......الكتاب المستطاب المحتوی علی الاسانيد الصحيحة المعروف به ثبت نعيمی، مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، طبع اول ۱۳۶۱ھ یا اس سے قبل شائع ہوئی، مطبع قاضی محمد شہاب الدین دکنی مراد آباد

۱۸......حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار شرح تنویر الابصار ،علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی، طبع اوّل ۱۲۵۴ھ، مطبع بولاق قاہرہ

۱۹......حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ،علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی، طبع ۱۳۰۴ھ، مطبع عثمانیہ قاہرہ

۲۰......الحاوی فی سیرۃ الامام ابی جعفر الطحاوی، شیخ محمد زاہد بن حسن کوثری، طبع اول ۱۳۵۵ھ، مطبع الانوار قاہرہ

۲۱......حِلیۃُ البَشر فی تاریخ القرن الثالث عشر ،شیخ عبدالرزاق بن حسن بیطار، تحقیق شیخ محمد بہجت بیطار، طبع اول ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء، مجمع اللغۃ العربیۃ دمشق

۲۲......خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام، علامہ سید احمد بن زینی دحلان، جلد دوم سے انتخاب، طبع ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء، مکتبہ حقیقہ استنبول

۲۳......داعیۃ و لیس نبیاً ،شیخ حسن بن فرحان مالکی، طبع اول ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، دار الرازی عمان اردن

۲۴......الدلیل المشیر الی فلک اسانید الاتصال بالحبیب البشیر صلی اللّٰہ و سلم علیہ و علی آلہ ذوی الفضل الشہیر و صحبہ ذوی القدر الکبیر ،شیخ سید ابوبکر بن احمد حبشی علوی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء، مکتبہ مکیہ مکہ مکرمہ

۲۵......رسائل ابن عابدین ،علامہ سید محمد امین ابن عابدین، طبع دوم ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء، سہیل اکیڈمی لاہور

۲۶......سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر ،شیخ سید محمد خلیل بن علی مرادی، تحقیق اکرم حسن علمی، طبع اول ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء، دار صادر بیروت

۲۷......سیر و تراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للھجرۃ ،شیخ عمر عبدالجبار، طبع سوم ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء، مکتبہ تہامہ جدہ

۲۸......طرب الاَماثل بتراجم الاَفاضل ،مولانا محمد عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی، تحقیق احمد زعبی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء، شرکۃ دار الارقم بیروت، ''الفوائد البھیۃ'' کے آخر میں مطبوع ہے۔

۲۹......الطریقۃ النقشبندیۃ و اعلامھا، ڈاکٹر محمد احمد درنیقہ، طبع اول غالباً ۱۴۰۷ھ/

۱۹۸۷ء، جروس پریس طرابلس لبنان

۳۰......ابن عابدین و اثره فی الفقه الاسلامی، دراسۃ مقارنۃ بالقانون، ڈاکٹر سید محمد عبداللطیف بن صالح فرفور، طبع اول ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، دار البشائر دمشق

۳۱......عارف حکمة، حیاته و مآثره، او شَهِیُّ النَّغَم فی ترجمة شیخ الاسلام عارف الحِکَم، شیخ شہاب الدین محمود بن عبداللہ آلوسی، تحقیق ڈاکٹر محمد عید خطراوی، طبع اول ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء، مؤسسہ علوم القرآن دمشق

۳۲......عجائب الآثار فی التراجم و الاخبار المعروف به تاریخ جبرتی، شیخ عبدالرحمٰن بن حسن جبرتی، تحقیق پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم، طبع ۱۹۹۷ء، دار الکتب المصریۃ قاہرہ

۳۳......فقیهُ الحنفیة محمد امین عابدین، حیاته و آثاره، شیخ محمد مطیع الحافظ، طبع اول ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء، دار الفکر دمشق

۳۴......فهرست المخطوطات دار الکتب المصریة، شیخ فواد بن سید عمارہ، طبع ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء، دار الکتب المصریۃ قاہرہ

۳۵......فهرست المخطوطات دار الکتب المصریة، مصطلح الحدیث، شیخ فواد بن سید عمارہ، طبع ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء، دار الکتب المصریۃ قاہرہ

۳۶......فهرس دار الکتب المصریة، جلد اول، طبع اول ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۴ء، مطبع دار الکتب المصریۃ، قاہرہ

۳۷......فهرس الفهارس و الاَثبات و معجم المعاجم و المشیخات و المسلسلات، شیخ سید محمد عبدالحی بن عبدالکبیر کتّانی، تحقیق ڈاکٹر احسان عباس، طبع دوم ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء، دار الغرب الاسلامی، بیروت

۳۸......فهرس مخطوطات مکتبة مکة المکرمة، پروفیسر ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابراہیم ابوسلیمان وغیرہ، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، مکتبہ شاہ فہد ریاض

۳۹......فهرس المکتبة الاَزهریة، جلد اول و دوم، طبع اول ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء، مطبع ازہر قاہرہ

۴۰......الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة، مولانا محمد عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی،

تحقیق احمد زعبی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء، شرکۃ دار الارقم بیروت

۴۱......القَند فی ذِکر علماءِ سمر قند، شیخ نجم الدین عمر بن محمد نسفی، تحقیق یوسف الھادی، طبع اول ۱۴۲۰/ ۱۹۹۹ء، مرکز نشر التراث المخطوط طهران

۴۲......الامام محمد بن حسن الشیبانی و اثرہ فی الفقہ الاسلامی، پروفیسر ڈاکٹر محمد دسوقی، طبع اول ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء، دار الثقافۃ دوحہ قطر، مقالہ ڈاکٹریٹ ۱۹۷۲ء قاہرہ یونی ورسٹی قاہرہ

۴۳......الامام الفقیہ المحدث الشیخ محمد عابد السندی الانصاری، رئیس علماء المدینۃ المنورۃ فی عصرہ، شیخ سائد بکداش، طبع اول ۱۴۲۳ھ، دار البشائر الاسلامیۃ بیروت

۴۴......الشیخ محمد نور اللّٰہ البصیر فوری، حیاتہ و مؤلفاتہ، حافظ عبد المجید، مقالہ برائے ایم فل ۱۹۹۷ء پنجاب یونیورسٹی لاہور، مخطوط کا عکس

۴۵......المختصر من کتاب نَشر النّور و الزہر فی تراجم افاضل مکۃ، من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، شیخ عبد اللّٰہ بن احمد ابو الخیر مرداد، اختصار و ترتیب شیخ محمد سعید عامودی و شیخ احمد علی بن اسد اللّٰہ کاظمی بھوپالی، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، عالم المعرفۃ جدہ

۴۶......معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ القارۃ الھندیۃ الباکستانیۃ، منذ دخول المطبعۃ الیھا حتی عام ۱۹۸۰م، ڈاکٹر احمد خان، طبع اول ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، مکتبہ شاہ فہد ریاض

۴۷......معجم المطبوعات العربیۃ و المعربۃ، یوسف بن الیان سرکیس، سن اشاعت درج نہیں، طبع جدید، دار صادر بیروت

۴۸......معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، شیخ عبد اللّٰہ معلمی، طبع اول ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء، مکتبہ شاہ فہد ریاض

۴۹......معجم المؤلفین، تراجم مصنفی الکتب العربیۃ، عمر رضا کحالہ، طبع اوّل ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

۵۰......نثر الدرر فی تذییل نظم الدرر فی تراجم علماء مکۃ من القرن الثالث عشر الی الرابع عشر، شیخ عبد اللّٰہ بن محمد غازی، مخطوط بخط مصنف کا عکس

۵۱......نثر المآثر فی من ادرکتہ من الاکابر، شیخ عبد الستار بن عبد الوہاب دہلوی مکی،

مخطوط بخط مصنف کا عکس، ناقص

۵۲......نزهة الخواطر و بهجة المسامع و النواظر، حکیم محمد عبدالحی لکھنوی ندوی و علامہ ابوالحسن علی ندوی، طبع اول ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء، دارابن حزم بیروت

۵۳......نزهة الفكر فيما مضٰى من الحوادث و العبر فی تراجم رجال القرن الثانی عشر و الثالث عشر، شیخ احمد بن محمد حضراوی ہاشمی، تحقیق محمد المصری، طبع اول ۱۹۹۶ء، وزارت ثقافت، دمشق

۵۴......نشر الرياحين فی تاريخ البلد الامين، تراجم مؤرخی مكة و جغرافيها علی مر العصور، شیخ عاتق بن غیث بلادی، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، دارمکۃ للنشر مکہ مکرمہ

۵۵......نظم الدرر فی اختصار نشر النور و الزهر فی تراجم افاضل مكة من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، اختصار وترتیب شیخ عبداللہ بن محمد غازی، مخطوط بخط مؤلف کا عکس

۵۶......اليواقيت المهرية، مولانا غلام مہر علی گولڑوی، مولانا فضل حق خیرآبادی کی ''الثورية الهندية'' کی شرح جو متن کے ساتھ شائع ہوئی، طبع اول ۱۹۶۴ء، مکتبہ مہریہ، منڈی چشتیاں، بہاول نگر

اردو کتب

۵۷......اکابر تحریک پاکستان، علامہ محمد صادق قصوری، طبع اول ۱۹۷۰ء، فضل نور اکیڈمی، چک سادہ، گجرات

۵۸......تذکرۂ اکابر اہل سنت، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، طبع دوم ۲۰۰۰ء، فرید بک سٹال لاہور

۵۹......تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، علامہ محمد صادق قصوری و پروفیسر مجید اللہ قادری، طبع اول ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

۶۰......تذکرۂ علماء اہل سنت، مولانا محمود احمد کانپوری، طبع دوم ۱۹۹۲ء، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد

۶۱......تذکرۂ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، طبع دوم ۱۹۸۷ء، مکتبہ نبویہ لاہور

۶۲......تذکرۂ علمائے ہند، مولانا رحمٰن علی، فارسی سے ترجمہ وترتیب وحواشی از پروفیسر محمد ایوب قادری، طبع اول ۱۹۶۱ء، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی

۶۳......تذکرۃ المحدثین، مولانا غلام رسول سعیدی، طبع اوّل ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۷ء، فرید بک سٹال لاہور

۶۴......چندروز مصر میں، مولانا محمد محبّ اللہ نوری، طبع ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور، ضلع اوکاڑا

۶۵......حدائق الحنفیہ، مولانا فقیر محمد جہلمی، ترتیب جدید وحواشی وتکملہ از خورشید احمد خان، طبع چہارم غالباً ۱۹۷۷ء، مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ لاہور

۶۶......سفرِ محبت، مولانا محمد محبّ اللہ نوری، طبع ۲۰۰۲ء، فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور، اوکاڑا

۶۷......سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام، مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری، سن اشاعت درج نہیں، سن تکمیل تصنیف ۱۳۷۳ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۶۸......سندھ کے صوفیائے نقشبند، ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، طبع اول ۱۹۹۶ء، رکن اسلام پبلی کیشنز حیدآباد سندھ، مقالہ ڈاکٹریٹ

۶۹......شجرہ نوریہ، مرتب کا نام وسن اشاعت درج نہیں، طبع جدید، فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور، اوکاڑا

۷۰......ضیاء القرآن، مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری، طبع ۱۴۰۰ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۷۱......شیخ محمد بن عبدالوہاب، شیخ احمد بن عبد الغفور عطار، عربی سے ترجمہ از شیخ محمد صادق خلیل، طبع سوم ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء، ابن سعود یونیورسٹی ریاض

۷۲......مرأۃ التصانیف، مولانا حافظ محمد عبدالستار قادری چشتی، جلد اول، طبع اول ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء، مکتبہ قادریہ لاہور

۷۳......مفید المفتی المعروف بہ فقہ اسلامی، مولانا عبدالاول جونپوری، اضافات از علامہ سید ارشاد احمد عارف، طبع دوم ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء، مکتبہ غوثیہ ملتان

۷۴......مکہ مکرمہ کے کتبی علماء، عبدالحق انصاری، طبع ۲۰۰۳ء، فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور، اوکاڑا

۷۵......الملفوظ، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

اردو رسائل

۷۶......سہ ماہی ''افکارِ رضا'' بمبئی، شمارہ جنوری مارچ ۲۰۰۴ء

۷۷......ماہ نامہ ''ضیائے حرم'' بھیرہ، شمارہ فروری ۲۰۰۳ء

۷۸......سال نامہ ''معارف رضا'' کراچی، شمارہ ۱۹۹۷ء

۷۹......ماہ نامہ ''معارف رضا'' کراچی، شمارہ فروری ۲۰۰۰ء

۸۰......ماہ نامہ ''نور الحبیب'' بصیر پور، شمارہ نومبر، دسمبر ۲۰۰۳ء/ شمارہ مارچ ۲۰۰۴ء

❀❀❀❀

فتاویٰ نوریہ

تصنیف

مظہر غوث اعظم نائب ابو حنیفہ حجۃ الاسلام حضرت العلام الحاج

ابو الخیر خواجہ مفتی

حضرت فقیہ اعظم

محمد نور اللہ

قادری نعیمی قدس سرہ العزیز

- فقہ حنفی کا عظیم انسائیکلو پیڈیا۔ جدید وقدیم مسائل کا حسین مجموعہ
- علماء، فقہاء، وکلا، طلبا، اور مدرسین ومحققین کے لیے فقہی وقانونی سرمایہ
- ایک منارۂ نور، عوام وخواص کی شرعی ضروریات کا کفیل

خوبصورت کتابت وطباعت، عمدہ جلد

مکمل سیٹ (چھ جلد)

ہدیہ -/1800 روپے